تنظیم اسلامی کا ترجمان

30

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

27 ذوالقعدہ تا 4 ذوالحجہ 1440ھ/30 جولائی تا 5 اگست 2019ء

دعوتِ دین: ایک بنیادی فریضہ

ذرا چشمِ تصور سے دیکھیے! ایک ایسی ریاست جو شہریوں کی بنیادی ضروریات کی نگہداشت کررہی ہو۔ جہاں سود کا تصور بھی جرم ہو، جہاں دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی نہ ہورہی ہو، جہاں انصاف سب کے لیے ہو، جہاں وسائل کی تقسیم انتہائی منصفانہ ہو، جہاں حکمران اور عوام میں آقا اور غلام کا رشتہ نہ ہو بلکہ ”سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ“ کا تصور ایک حقیقت بن جائے۔ جہاں احتساب واقعتاً سب کے لیے ہو، جہاں محمود و ایاز ہر لحاظ سے ایک صف میں نظر آئیں، کیا وہاں گناہ کا ارتکاب مشکل اور نیکی کمانا آسان نہیں ہوجائے گا؟ ذرا سوچیے کہ جنت کی راہیں کتنی آسان ہوجائیں گی۔ دنیا جو امتحان گاہ ہے، اُس میں کامیاب ہونا اور سرفراز ہونا کیا آسان نہیں ہوجائے گا۔ گویا اسلامی فلاحی ریاست کا قیام لوگوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے میں ممد و معاون ہوگا اور فوز و فلاح کو مسلمان کا نصیب اور مقدر بنادے گا۔ یقیناً آخرت کی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔ لیکن اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کیجئے کہ ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لیے پہلے مرحلے پر بنیادی نظریہ سے عوام کو احسن طریقے سے روشناس کرانا یعنی دعوت کا کام کرنا ناگزیر ہے اور یہی ایک مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔

اس شمارے میں

قدم بڑھاؤ ساتھیو!

دعوتِ فکرِ اسلامی

ریکوڈک کی کہانی اور کلبھوشن کا فیصلہ

ہر طرف ہے اب عاجزی ہم میں

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور قربانی کے احکام و مسائل

اسلامی معاشرہ

الھدیٰ (863)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حرم کے اندر حجاج کے حقوق

سُوْرَۃُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت: 25

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾

یہ دو رکوع مناسک حج کے بارے میں ہیں۔ سورۃ البقرۃ کے چوبیسویں اور پچیسویں رکوع میں بھی مناسکِ حج کا تذکرہ ہے مگر وہاں پر قربانی کا ذکر نہیں ہوا۔ صرف قبل از وقت سر منڈوانے کی صورت میں کفارے کے طور پر جانور ذبح کرنے (دمِ جنایت) اور حج وعمرہ کو جمع کرنے (قران یا تمتع) کی صورت میں دمِ شکر کا تذکرہ ہے۔ لیکن یہاں قربانی اور طواف کا خاص طور پر ذکر ہے۔

آیت ۲۵ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ روکتے ہیں لوگوں کو اللہ کے راستے سے اور مسجد حرام سے''

کفارِ مکہ کی مخالفانہ سرگرمیوں کی طرف اشارہ ہے جن کے باعث مسلمان نہ صرف جوارِ بیت اللہ کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے بلکہ ایک عرصے تک حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے سے محروم بھی رہے۔

﴿الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ ط﴾ ''جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے مساوی قرار دیا ہے' خواہ اس میں مقیم ہوں یا باہر سے آنے والے۔''

ان دونوں اقسام کے لوگوں کے لیے ''مقیم'' اور ''آفاقی'' کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ چنانچہ مقیم ہو یا آفاقی حرم کے اندر سب کے حقوق برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر ترجیح یا برتری نہیں دی جاسکتی۔ اب بھی وہاں پر یہ مساوات برقرار ہے۔ باہر سے آنے والا کوئی شخص پہلی صف میں بیٹھا ہو تو اسے کوئی وہاں سے نہیں اٹھا سکتا۔ البتہ کوئی ناجائز طریقے سے اپنے لیے کوئی رعایت حاصل کرلے یا حکومتی سطح پر کسی کو وی آئی پی قرار دے کر دوسروں کے حقوق متاثر کیے جائیں تو یہ الگ بات ہے۔

﴿وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ﴾ ''اور جو کوئی ارادہ کرے اس میں کسی ٹیڑھی راہ کا ظلم کے ساتھ''

بیت اللہ کے اندر جو کوئی اپنی شرارتِ نفس کی بنا پر یا ظلم و ناانصافی کی روش پر چلتے ہوئے کسی بے دینی کے ارتکاب' کوئی کجی پیدا کرنے یا لوگوں کو سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا:

﴿نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾﴾ ''اسے ہم مزہ چکھائیں گے دردناک عذاب کا۔''

فرمان نبویؐ

حج کے ثمرات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش باتوں کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر گھر لوٹتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

تشریح: جو شخص محض اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لیے حج کرے اور حج کے دوران کسی قسم کی فحش گوئی میں مبتلا نہ ہو۔ حج کے دوران گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرے۔ تو ایسا شخص گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر حج سے واپس آتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک وصاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ گناہوں سے پرہیز اور اللہ کی یاد ہی حج کا مقصود ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
27 ذوالقعدہ تا 4 ذوالحجہ 1440ھ جلد 28
30 جولائی تا 5 اگست 2019ء شمارہ 30
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دار الاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدم بڑھاؤ ساتھیو!

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب قارئین تک پہنچے گا تو تنظیم اسلامی پاکستان بھر میں دعوت فکرِ اسلامی کے نام سے مہم کا آغاز کر چکی ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ تنظیم اسلامی فکرِ اسلامی کی یہ دعوتی مہم کیوں چلا رہی ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے ہمیں صورتِ حال کا بالکل آغاز سے جائزہ لینا ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک اصلاً تو کتاب ہدایت ہے۔ وہ انسانوں کو بتاتی ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے اور آخرت جزا وسزا کا مقام ہے۔ حتمی فیصلہ وہاں ہوگا اور آخرت کی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر جامع ہدایات دی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اقوالِ مبارک سے اِس کی مکمل اور صحیح صحیح وضاحت فرما دی لہٰذا قرآن وسنت سے ایک واضح نظریہ سامنے آیا۔ یہ نظریہ اللہ رب العزت کا انسانوں کو عظیم ترین اور اہم ترین تحفہ ہے۔ اِس نظریئے کی بنیاد پر ایک نظام وجود میں آیا۔ گویا یہ نظام بھی اللہ رب العزت کی طرف سے تھا۔ جو عورت اور مرد، آجر اور اجیر، سرمایہ دار اور محنت کش سب کے لیے عدل کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں یہ نظام عملی طور پر مزید نکھر کر سامنے آیا تو عدل وقسط کی ایسی ایسی مثالیں سامنے آئیں کہ انسانی تاریخ میں کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا گیا تھا جب قرآن اور سنت پر مبنی نظام صحیح معنوں میں نافذ ہوگیا اور تمام دنیاوی معاملات بھی شریعت محمدی کے مطابق طے ہونے لگے۔ اس کی برکات یوں سامنے آئیں کہ زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا اور صاحبِ نصاب کو اپنے دینی فریضے کی ادائیگی مسئلہ بن گئی۔ تب عام مسلمان کے کرنے کا اصل کام یہ تھا کہ وہ اپنے اللہ سے لَو لگائے اس کی تمام توجہ حقوق اللہ کی جانب مبذول ہو کیونکہ حقوق العباد کی نگرانی اسلامی حکومت کرتی تھی، تمام شہری حاکمِ وقت کا حکم بلا چوں وچرا تسلیم کرتے۔ بعد ازاں یہ خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی اگرچہ شرعی قوانین نافذ رہے اور اُن کے مطابق ہی فیصلے ہوتے تھے۔ لیکن حکمرانوں کا جبر بھی سامنے آنے لگا۔ حکمران اپنی اطاعت کے لیے تو شرعی جواز کا حوالہ دیتے، لیکن عوام کے حقوق اور اُن کی نگہداشت وغیرہ کے حوالے سے اپنی ذمے داریوں سے غافل ہوتے چلے گئے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں میں کئی عادل اور عوام کی خیر خواہی چاہنے والے حکمران بھی آئے، لیکن اکثریت بلکہ بہت بڑی اکثریت اُن حکمرانوں کی سامنے آئی جو عوام کو اپنا غلام سمجھتے تھے۔ گزشتہ دو صدیوں میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں سے اضافی زیادتی یہ ہوئی کہ ایک تو وہ انگریز کی غلامی میں چلے گئے اور دوسرا یہ کہ وہ چونکہ ہندو اکثریت کے ساتھ ایک شہر، ایک محلّہ اور ایک گلی میں رہتے تھے لہٰذا بدیشی حکمرانوں کی غلامی اور توہم پرست اور بدعقیدہ ہندوؤں کی صحبت نے اُنھیں بُری طرح متاثر کیا۔ وہ اکثریت کے رسم ورواج سے بھی متاثر ہوئے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں بہت سی بدعات در آئیں، وہاں یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں نے بھی اِسلام کو ایک جامع دین اور مکمل ضابطۂ حیات کی بجائے دوسرے مذاہب کی طرح ایسا مذہب سمجھ لیا جو مراسم عبودیت تک محدود ہے جسے نظام مملکت سے کوئی لینا دینا نہیں جو صرف پوجا پاٹ تک محدود ہے۔

اسلامی فکر ہے کیا؟ اس کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ ''انسانی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی گوشوں میں اللہ اور رسولؐ کے احکامات کی تعمیل اور کار ہائے مملکت میں ہر سطح پر شرعی قوانین کا مکمل نفاذ صحیح اسلامی فکر ہے۔''

عوام خلیفہ کا حکم ماننے کے پابند ہوں گے لیکن خلیفہ غیر شرعی اور قرآن و حدیث سے متصادم حکم نہیں دے سکے گا۔ یہ غلط فہمی ہرگز ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ یہ فکر تنظیم اسلامی ہی آج دے رہی ہے یہ تو مسلمان کا وہ بھولا ہوا سبق ہے جسے پہلے علامہ اقبال نے منظوم اور مولانا ابوالکلام آزاد نے نثر میں مسلمانانِ ہند کو یاد دلایا تھا۔ بعدازاں مولانا مودودیؒ نے اسی فکر کی بنیاد پر جماعت اسلامی کے نام سے باقاعدہ ایک جماعت کھڑی کر دی۔ اُنھوں نے حکومتِ الٰہیہ کے قیام کو مسلمانوں کا دنیوی ہدف قرار دیا۔ پھر فکر انگیز تحریروں اور خطابت کے اپنے خصوصی انداز میں اس فکر کو خوب اُجاگر کیا اور ثابت کیا کہ دین کو عملاً قائم کیے بغیر اللہ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اِن سب سے استفادہ کیا لیکن لائحہ عمل پر اختلاف کے باعث جماعت اسلامی سے الگ ہوئے پھر پہلے ذاتی سطح پر اور بعدازاں جماعتی سطح پر اِس فکر کی جس طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قوالی کی اُس کی مثال دورِ جدید میں نہیں ملتی۔ جماعتِ اسلامی انتخابات اور انتخابات کے ذریعے پاور پالٹکس میں یوں کھوگئی کہ سچی بات یہ ہے کہ نظری طور پر نہ سہی عملی طور پر جماعت کے لوگوں میں یہ فکر دھندلاتا چلا گیا اور یہ فکر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ذات سے وابستہ ہو گیا۔ ہمارے ضمیر کی آواز یہ ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اپنی جماعت تنظیم اسلامی بھی بحیثیت مجموعی اُن کا اُس طرح ساتھ نہ دے سکی جیسا ساتھ دینا اُس کا فرض بنتا تھا یا یوں کہہ لیجیے کہ اس فکر نے ڈاکٹر صاحبؒ کے دل و دماغ کو جس طرح Possess کر لیا تھا اور جس طرح یہ فکر اُن کی ذات کے ساتھ نتھی ہو گیا تھا اور جس برق رفتاری سے وہ اس فکر کو عام کرنا چاہتے تھے، ظاہر ہے ہر رفیقِ تنظیم اِن اوصاف کا حامل نہ تھا۔ بہر حال تنظیم اُن کے ساتھ خود کو گھسیٹتی رہی۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اُن کے بعض ساتھیوں نے ایسی جانی اور مالی قربانیاں دیں اور اللہ کے دین کے لیے جانثاری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جدید تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

قصہ کوتاہ اگر یہ کہا جائے کہ آج تنظیم اسلامی اِس فکر کی واحد کسٹوڈین ہے تو اِس بات سے اختلاف تو کیا جا سکتا ہے اِسے مکمل طور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ دعویٰ اِس لیے کر رہے ہیں کیونکہ ایک طرف ملک میں موجود دوسری اسلامی جماعتوں نے Day to Day سیاست کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ اور دوسری طرف دینی مدارس میں کوئی باقاعدہ نظام زیرِ بحث ہی نہیں اور ساری توجہ کا مرکز فقہ اور فقہی مسائل بن گئے ہیں اگر چہ اس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ایک طبقہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے جگہ جگہ موجود ہے، لیکن دین کا جامع تصور عوام ہی نہیں خواص کی نظروں سے بھی اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا تنظیم اسلامی کی دعوتِ فکرِ اسلامی مہم اِس فکر کو تازہ کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو ایک بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لیے ہے۔ مسلمانانِ پاکستان کو یہ بتایا جائے گا کہ یقیناً ارکانِ اسلام یعنی صوم وصلوٰۃ کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کرنا ایک مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن کارہائے مملکت کو مکمل طور پر شریعت محمدیؐ کے دائرے میں لانے کی جدوجہد کرنا بھی یقیناً ایک مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ ذرا چشم تصور سے دیکھیے ایک ایسی ریاست جو شہریوں کی بنیادی ضروریات کی نگہداشت کر رہی ہو۔ جہاں سود کا تصور بھی جرم ہو، جہاں دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی نہ ہو رہی ہو، (ایسے میں کون پاگل ہو گا جو قرض حسنہ دستیاب ہوتے ہوئے سودی قرضہ لے گا۔) جہاں انصاف سب کے لیے ہو، جہاں وسائل کی تقسیم انتہائی منصفانہ ہو، جہاں حکمران اور عوام میں آقا اور غلام کا رشتہ نہ ہو بلکہ ''سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ'' کا تصور ہو۔ جہاں احتساب واقعتاً سب کے لیے ہو، جہاں محمود و ایاز ہر لحاظ سے ایک صف میں نظر آئیں، کیا وہاں گناہ کا ارتکاب مشکل اور نیکی کمانا آسان نہیں ہو جائے گا؟ اور جنت کی راہیں کتنی آسان ہو جائیں گی۔ دنیا جو امتحان گاہ ہے اُس میں کامیاب ہونا اور سرفراز ہونا کیا آسان نہیں ہو جائے گا۔ گویا اسلامی فلاحی ریاست کا قیام لوگوں کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور فوز و فلاح کو مسلمان کا نصیب اور مقدر بنا دے گا۔ یقیناً آخرت کی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے یہ فرمانِ الٰہی ہے، یہ قولِ رسول ﷺ ہے۔

لہٰذا اِس فکر کو پھیلانا عوامی سطح پر اس کی آگاہی دینا یقیناً آج کا جہاد ہے۔ لہٰذا رفقاءِ گرامی، لنگوٹ کس لیں اور میدان میں اُتریں۔ لیکن یاد رکھیے! ہر وقت کا اپنا جہاد ہے اور ہر جہاد کے مرحلے ہوتے ہیں، اِس کی منازل ہوتی ہیں۔ رفقاءِ گرامی یہ بات بڑی اہم ہے کہ جہاد کا جو مرحلہ اور جو بھی منزل ہو جذبات میں آکر نہ اُسے پھلانگیں اور نہ اُس سے پیچھے رہ جانے کے جرم کا ارتکاب کریں۔ آج تنظیم اسلامی دعوت اور تربیت کے مرحلے میں ہے۔ مسلمانانِ پاکستان کو اِس فکر کی دعوت دیں اور تربیت کا مرحلہ تو تادمِ زندگی چلے گا۔ رفقاءِ گرامی! جو چیز اِس مہم کو چار چاند لگائے گی وہ آپ کا منظم ہونا ہو گا۔ جماعت اور ہجوم میں بنیادی فرق نظم کا ہوتا ہے اپنے امیر کے حکم کے مطابق مہم میں اپنا حصہ ڈالیں کہیں اختلاف ہو تو علیحدگی میں یا صحیح فورم پر اس کا تذکرہ کریں۔ امیر تنظیم کے افتتاحی خطاب کو آپ نے پڑھا یا وڈیو کے ذریعے دیکھا ہو گا اُس پر پوری طرح عملدرآمد کریں۔ اُن کا یہ فرمانا کہ اِس مہم سے کسی کو فائدہ ہو یا نہ ہو آپ کو لازماً فائدہ ہو گا، یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔

رفقاءِ گرامی! آج کے مہنگائی اور گرانی کے دور میں رزق حلال سے اپنی اور اپنے خاندان کی بنیادی ضروریات پوری کرنا جان جوکھوں کا کام ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام اگر آغاز میں اجنبی تھا اور اسلام پر عمل کرنا جان و مال کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف تھا تو آج کے دور میں اسلام کی صحیح فکر کو عوام کے سامنے پیش کرنا، اُسے اجاگر کرنا، کسی طرح کم مشکل نہیں۔ لیکن یاد رکھیے! جنت کا راستہ نہ کبھی پہلے پھولوں کی سیج تھا نہ آج ہے۔ اپنے من کو مارنا پڑے گا۔ اپنوں کی ناراضگی مول لینا پڑے گی۔ یہی تو جہاد ہے، یہی تو کرنے کا کام ہے۔ اُٹھیے، مجاہد بنیے اور کر گزریے وہ کچھ جس کے کرنے کی پہلے نہ سوچ تھی، نہ حوصلہ تھا۔ ہمت مرداں مدد خدا، انسان عزم کرے تو راستے ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آخر میں پھر رفقاء سے درخواست ہے کہ اِس مہم میں بھرپور حصہ لیں۔ یاد رکھیں! منزل اُنھیں ملتی ہے جو عزم اور ہمت سے قدم بڑھاتے ہیں۔ قدم بڑھاؤ ساتھیو، قدم بڑھاؤ کہ منزل دور نہیں۔

❀❀❀

دعوت فکرِ اسلامی

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں مرکزی ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 19 جولائی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کے تحت یکم اگست سے آخر اکتوبر تک ''دعوت فکر اسلامی'' مہم چلائی جارہی ہے۔ دعوت فکر اسلامی کا اوّلین تقاضا رجوع الی اللہ ہے۔ آج ان شاء اللہ اسی حوالے سے کچھ تمہیدی باتوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾﴾ ''اور اُس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف اور وہ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔'' (حٰمٓ السجدۃ:33)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہاں پر اللہ کی طرف بلانے اور پکارنے کو احسن قول یعنی سب سے اچھی بات قرار دیا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو صلاحیتیں عطا کی ہیں ان میں سے اعلیٰ ترین صلاحیت قوت بیان ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾﴾ ''رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اُسی نے انسان کو بنایا۔ اس کو بیان سکھایا۔''

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا اور انسان کا نمایاں وصف کلام ہے جبکہ سب سے اعلیٰ کلام قرآن مجید ہے۔ گویا انسان کی قوت بیان کا اعلیٰ ترین مصرف قرآن کا سیکھنا اور سکھانا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ))

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔'' (رواہ البخاری)

قرآن سیکھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی دعوت کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور دعوت الی اللہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو توحید اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی جائے۔ فرمایا:

﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾﴾ ''نہیں پوجتے تم اُس (اللہ) کے سوا مگر چند ناموں کو جو موسوم کر رکھے ہیں تم لوگوں نے اور تمہارے آباء واَجداد نے' نہیں اُتاری اللہ نے ان کے لیے کوئی سند۔ اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔ اُس نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی بندگی مت کرو! یہی ہے دین سیدھا (اور ہمیشہ سے قائم ودائم) لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔'' (یوسف:40)

دعوت فکر اسلامی کا سب سے اوّلین تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلایا جائے۔ تمام انبیاء ورسل جو دنیا میں بھیجے گئے ان تمام کی دعوت کا بنیادی اور مرکزی نکتہ یہی تھا۔

پھر دعوت فکر اسلامی کا دوسرا مقصد یہ ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر اُمت قرار دیا۔ فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے' اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔'' (آل عمران:110)

امر کے معنی حکم کے بھی ہیں اور مشورے کے بھی ہیں۔ اگر اختیار ہے تو حکم کرو گے یا فورس کرو گے اور اگر اختیار نہیں ہے تو پھر مشورہ دو گے۔ گویا ہم خیر امت اسی وقت کہلائیں گے جب ہم یہ کام کریں گے اور اگر اس کام کو چھوڑ دیں گے تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا جو سابقہ مسلمان اُمتوں کا ہوا ہے۔ جیسا کہ آج ہمارا حال ہے۔ یہ اسی لیے کہ ہم نے بھی عام دنیا داروں کی طرح محض کھانے پینے، دنیوی مصروفیات کو ہی اپنا مقصد زندگی بنا لیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم آج خیر اُمت کے اعزاز سے محروم ہیں۔ دنیا میں بھی یہ عام اُصول ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لیے بنائی جاتی ہے وہ مقصد اگر پورا نہ کر رہی ہو تو اُسے کوڑا کرکٹ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ آج ہماری بھی یہی کیفیت ہے۔

دعوت دین نبی اکرم ﷺ کی سنت بھی ہے۔ آپ ﷺ نے آغاز نبوت سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک یہ کام تسلسل کے ساتھ کیا۔ اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے' میں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں' پوری بصیرت کے ساتھ' میں بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میری پیروی کی ہے۔'' (یوسف:108)

اس آیت کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کا سچا پیروکار ہونے کا ثبوت دینے کے لیے جو کام محمد ﷺ کا ہے وہی کام اُمتیوں کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے اس کام کو اپنے فرائض کی فہرست میں سے خارج کیا ہوا ہے۔ جبکہ آپ ﷺ کا ہی ارشاد گرامی ہے: ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) ''جو میری سنت کو ناپسند کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

اب ذرا سوچیے ! ہم حضور ﷺ سے عشق کا تو بہت دعویٰ رکھتے ہیں لیکن اگر آپ ﷺ کی اس سنت کو اپنے روزمرہ کاموں کی فہرست سے ہی خارج کیا ہوا ہے تو پھر ہم خود اس حدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اسی طرح جس اہم فریضہ کی وجہ سے ہمیں خیرِ اُمت قرار دیا گیا وہ فریضہ ہم ادا ہی نہیں کررہے تو کیا ہم خیرِ اُمت کہلانے کے لائق ہیں؟

اقامت دین کا وہ اہم فریضہ جس کی وجہ سے ہمیں خیرِ اُمت قرار دیا گیا اور حضور ﷺ کے اُمتی اور سچے پیروکار ہونے کی حیثیت سے جو ہم پر لاگو ہوتا ہے اس میں سب سے پہلا کام خود اللہ کا بندہ بننا ہے۔ 24 گھنٹے اللہ کی مان کر زندگی گزارنا یہ ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ اس کے بعد دوسرا فرض دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینا ہے۔ ہر شخص اس ضمن میں جتنا مکلف ہے اُتنی ہی اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہونی ہے۔ اس حوالے سے ہر شخص اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے۔ اگر اس میں یہ وصف موجود نہیں ہے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

اس میں جذبۂ محرکہ اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ نہ کہ اپنی شخصیت کی نمود ونمائش یا کوئی طلب جاہ ہو، نہ یہ ثابت کرنا کہ میں بڑا اچھا خطیب ہوں، اگر لوگ تعریف کریں تو خوشی خوشی یہ کام کرے اور اگر تعریف کی بجائے تنقید کا سامنا ہو تو کام ہی چھوڑ دے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ کے لیے تو نہیں کر رہا۔ اللہ کے لیے دعوت کی مثالیں اللہ نے ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ نوح علیہ السلام نے یہ کام ساڑھے نوسو سال کیا۔ قرآن باقاعدہ ان کا پیریڈ بتاتا ہے تاکہ ہم جیسے کم ہمت تھوڑی سی کوشش کر کے اس کو چھوڑ نہ دیں۔ ساڑھے نوسو سال میں کم وبیش 80 افراد ایمان لائے۔ اوسطاً گویا 12 سال میں ایک فرد ایمان لایا۔ اسی طرح قرآن نے حضرت لوط علیہ السلام کی مثال بھی بیان کی ہے۔ ان کی قوم میں سے کوئی بھی بدبخت ایمان نہیں لے کر آیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ مسلسل دعوت پیش کرتے رہے۔ اس لیے کہ اپنا فرض نبھانا ہے، کوئی سنتا ہے نہیں سنتا یہ چیز پیشِ نظر نہیں ہونی چاہیے۔

پھر جب آپ دعوت کا کام کرتے ہیں تو آپ کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔ اس صورت میں سورۃ العصر کے اندر راہنمائی دی گئی۔

﴿وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③﴾ ”زمانے کی قسم ہے۔ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔“

دعوت الی اللہ کے کام میں مشکلات، رکاوٹیں، مصیبتیں آئیں گی لیکن جو اس میں صبر کرسکے گا وہی آخرت میں کامیاب ٹھہرے گا۔ اگر اصل جذبۂ محرکہ رضائے الٰہی ہوگا تو پھر انسان اس میدان میں ہر مصیبت جھیل جائے گا۔

دعوت دین سب سے بڑی خدمت خلق بھی ہے۔ عام طور پر لوگوں کی دنیوی ضرورتیں پوری کرنے کو خدمت خلق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل خدمت خلق یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ میں جانے سے بچایا جائے۔ آپ ﷺ ایک ایک شخص کے لیے اللہ کی بارگاہ میں جھولی پھیلا کر دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ اس کو ہدایت کی توفیق عطا فرما۔

دعوت کا مخاطب انسان سب سے پہلے اپنے آپ کو سمجھے۔ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نیک، پاکیزہ اور معصوم نہ دنیا میں پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا۔ لیکن آپ ﷺ جب بھی لوگوں کو تلقین فرماتے تھے تو اکثر وبیشتر یہ ارشاد فرماتے تھے: ((اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ)) ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو غالب ہے اور نہایت جلالت شان والا ہے۔“

اس کے بعد دعوت کے حقدار اپنے اہل وعیال ہیں۔ فرمایا: ﴿قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا﴾ ”بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے“ (التحریم:6)

پریس ریلیز 26 جولائی 2019ء

دورۂ امریکہ کے دوران قومی وقار کو ملحوظ رکھنا لائق ستائش ہے

وزیراعظم، پاکستان کو مدینہ کی مثل ریاست بنانے کی طرف جرأت سے آگے بڑھیں

حافظ عاکف سعید

دورۂ امریکہ کے دوران قومی وقار کو ملحوظ رکھنا لائق ستائش ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے وزیراعظم کے دورۂ امریکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اپنے دورۂ امریکہ میں پاکستان کے وزیراعظم کا کھلے لفظوں میں یہ اعلان کرنا کہ امریکہ کی طرف سے افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اقدام بنیادی طور پر غلط تھا، یقیناً جرأتمندانہ بیان ہے۔ اسی طرح وزیراعظم کا یہ کہنا کہ اگر امریکہ کے تین ہزار افراد کا جانی نقصان ہوا تو پاکستان کے ستر ہزار لوگ بھی شہید ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں امریکہ سے برابری کی سطح پر گفتگو کرنا اور کسی قسم کی مرعوبیت کا اظہار نہ کرنا یقیناً جرأت مندانہ اقدام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کہتے ہیں کہ ہم اب ہنگامی اور غیر یقینی صورتحال سے نکل آئے ہیں۔ ہمارا وزیراعظم سے پُرزور مطالبہ ہے کہ اب وہ اپنے اہم ترین بنیادی ہدف یعنی پاکستان کو ریاست مدینہ کی مثل ریاست بنانے کی طرف اسی جرأت سے آگے بڑھیں۔ تبھی اللہ کی نصرت ہمیں حاصل ہوسکے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس معاملے میں پیش رفت میں غفلت کا مظاہرہ ہوا یا لیت ولعل سے کام لیا گیا تو وہ اللہ کو ناراض کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کا اعتماد بھی کھو دیں گے اور نیا پاکستان بنانے میں بھی بری طرح ناکام ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل کیے بغیر پاکستان کو مستحکم اور خوشحال ملک دیکھنے کی خواہش کرنا محض ایک سراب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر ہی میں پاکستان کے استحکام کا راز مضمر ہے۔ اس حوالے سے کسی عالمی قوت پر انحصار کرنا یا اس کے وعدوں پر اعتبار کرنا نادانی کا مظہر ہوگا۔ امریکہ نے ماضی میں بھی اپنا روپ بدلتے دیر نہیں لگائی تھی وہ آئندہ بھی اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے یہی کچھ کرے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

لہٰذا اپنے آپ کے بعد اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا اور اس کے بعد اپنے دیگر عزیز رشتہ داروں اور اس کے بعد اپنے ماحول معاشرے میں دینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔ یہاں تک کہ پوری انسانیت تک اس دعوت کو پہنچانا اور دین کو قائم کرنا اُمت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

یہ سوچ بھی نہیں ہونی چاہیے کہ جب تک میں اپنی مکمل اصلاح نہ کرلوں اس وقت تک میں کسی اور کو دعوت دینے کا اہل نہیں ہوں، یہ شیطان کا دوسرا بڑا دھوکہ ہے۔ بلکہ اصل طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ جتنا خود عمل کر رہے ہیں اتنا دوسروں کو بھی دعوت دیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اپنا گھر بھولا ہوا ہے لیکن تبلیغ کے لیے چین اور افریقہ میں پھر رہے ہیں، یہ طریقہ تدریج رسول ﷺ کے عمل کے مطابق نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے اہل وعیال کو دعوت دی، اس کے بعد اپنے دیگر قریبی رشتہ داروں کو پھر اپنے قریہ اور شہر میں، پھر آس پاس کے علاقوں میں اور آخر میں جب حجاز میں دین قائم ہو گیا تو اس کے بعد دوسروں ملکوں کے بادشاہوں کو خطوط لکھے۔

دعوت کا ہدف:

دعوت کا ہدف صرف اتنا نہیں ہے کہ لوگوں کو نماز، روزہ آجائے بلکہ اصل ہدف دین کا قیام ونفاذ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر کیوں بھیجا؟ اس مقصد کو قرآن میں دیکھئے۔ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨﴾ ’’وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظامِ زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!‘‘ (الصف:9)

یعنی پورے کے پورے نظام زندگی پر اللہ کے دین کو غالب کرنا دعوت کا اصل مقصد ہے۔

دعوت کا ذریعہ:

سورۃ الفرقان کی آیت 92 میں فرمایا:

﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾﴾ ’’اور آپؐ ان کے ساتھ جہاد کریں اس (قرآن) کے ذریعے سے بڑا جہاد۔‘‘

یہ سورت مکی ہے۔ اس دور میں تو کفار کے ساتھ لڑائی نہیں ہو رہی تھی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جہاد وقتال سے پہلے بھی ایک جہاد ہے جسے اللہ جہادِ اکبر قرار دے رہا ہے اور وہ ہے جہاد بالقرآن۔ یعنی قرآن کے ذریعے باطل کا ابطال کرنا جہادِ اکبر ہے۔

باطل کے خلاف اس قرآن کے ذریعے جہاد کرنا ہے تو پھر قرآن کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ نے قرآن صرف تلاوت یا ثواب جمع کرنے کے لیے نہیں نازل کیا بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور ان کے مطابق دھرتی پر اللہ کے احکام کو نافذ کیا جائے۔

قرآن کو ذریعۂ دعوت بنانے کا ایک نقد فائدہ داعی کو خود ہے، چاہے کسی دوسرے کو ہدایت ملے یا نہ ملے لیکن خود داعی کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے گارنٹی ہے کہ: جس نے قرآن کی طرف دعوت دی اسے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا کر دی گئی۔‘‘

ہم ہر نماز میں اللہ سے یہی دعا مانگتے ہیں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ (الفاتحہ:5)

معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم کے حصول کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اس قرآن پر خود عمل کرتے ہوئے دوسروں کو اس کی طرف دعوت دیں۔ یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جتنی موثر دعوت قرآن کی ہو سکتی ہے کسی اور شے کی نہیں ہو سکتی۔ جب دعوت کا مخاطبِ اوّل انسان خود ہے تو اس یہ دعوت کے نتیجے میں اس کا اپنا عمل بھی درست ہونا چاہیے۔ وہ اسی کی دعوت دے جس پر وہ خود عمل کرتا ہو۔ دعوت کا لازمی تقاضا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو جھنجھوڑا گیا ہے جن کے قول وفعل میں تضاد ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾﴾ ’’کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟‘‘ (البقرہ:44)

عمل صالح دعوت کا منطقی تقاضا ہے۔ البتہ تکمیل عمل کا یہ تصور کہ اپنا عمل ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہو جائے تو اس کے بعد دعوت کا کام کروں یہ شیطانی حربہ ہے۔ کیونکہ شیطان نہیں چاہتا کہ انسان دعوت کا کام کرے۔ حالانکہ اگر انسان خلوص اور اس نیت کے ساتھ دعوت دے گا کہ یا اللہ! میں تو کمزور ہوں لیکن تیرا حکم ہے اس لیے میں آگے دعوت دے رہا ہوں تو ایسی دعوت اس کے اپنے عمل کی اصلاح کا ذریعہ بن جائے گی۔ اگر دعوت ہمارے عمل میں اصلاح نہیں پیدا کر رہی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے خلوص میں کمی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اپنی نیت میں خلوص لائیں اور اس کے بعد خود کو بدلنے کی کوشش کریں۔ انسان کمزور ہے، غلطی اور کوتاہی ہم سے ہر وقت ہوتی ہے، اس پر اللہ سے سچے دل سے معافی مانگیں اور آئندہ کے لیے اپنے عمل کو ٹھیک کرنے کا عزم کریں۔

داعی کو یہ احتیاط ضرور برتنی چاہیے کہ وہ اپنی وضع قطع، لباس اور طرزِ عمل کے اعتبار سے ایسے شعائر اختیار نہ کرے جو کسی خاص فرقہ کی علامت بن کر اسے عام مسلمانوں سے علیحدہ کر دے۔ بلکہ ہماری شناخت مسلمانوں والی ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے اور آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک اور اس دوران جتنے بھی لوگ اللہ کے دین کو ماننے والے تھے ان سب کا اعلان یہی تھا کہ ہم مسلم ہیں۔

خلاصۂ کلام:

جب تک مسلمانوں میں قرآن حکیم اور اسوہ رسول ﷺ کی تعلیمات کا اثر باقی رہا اس وقت تک ہر مسلمان کی زندگی ایک مبلغ اور داعی کی زندگی رہی۔ مسلمانوں نے صنعت، تجارت، زراعت، حکومت اور دنیا کے سارے کام کیے مگر دل میں لگن یہی رہی کہ اسلام کی جو نعمت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس سے تمام بنی نوع انسان کو بہرہ مند کریں۔ وہ حقیقت میں اسلام کو دنیا کی بہترین نعمت سمجھتے تھے اس لیے ان کا ایمان تھا کہ ہر انسان تک اس نعمت کو پہنچانا ان کا فرض منصبی ہے۔ جو شخص جس حال میں تھا اسی حال میں یہ فرض انجام دیتا تھا۔ یہ ذوق اس حد تک ترقی کر گیا کہ جہاں بھی مسلمان جاتا تھا اپنے انمٹ نقوش چھوڑ کر گیا۔ جب تک ہم یہ کام کر رہے تھے ہم دنیا میں سربلند تھے۔ آج ہم نے یہ کام چھوڑ رکھا ہے جس کی وجہ سے ذلت و نکبت ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ ہم رجوع الی اللہ کے فرض کو پہچانیں اور اس کو ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی کے ملتزم رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم بی کام (آنرز)، خوش شکل، دراز قد، باپردہ کے لیے تعلیم یافتہ، دین دار، برسرِ روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-4920007
(042)35464492

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

15

سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

51 نورِ فطرت را ز جانہا پاک شست — یک گل رعنا ز شاخ او نرست!

ان (مغربی استعمار کے بے ہودہ) تعلیمی اداروں نے ہمارے پاک جان نوجوانوں سے نورِ فطرت (خودی، روح، ضمیر) کھرچ دیا ہے اسی لیے ان (تعلیمی اداروں سے نکلنے والے نوجوانوں) میں ایک خوشنما پھول (نامور اور خدا شناس وحی شناس انسان) سامنے نہیں آسکا

52 خشت را معمارِ ما کج می نہد — خوے بط با بچۂ شاہیں دہد!

(لارڈ میکالے کے دیے ہوئے اس منحوس نظامِ تعلیم میں) ہمارا استاذ معمار بن کر (ذہن سازی کی) پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھتا ہے اور وہ شاہین (مسلمان) بچے کو بطخ کے بچے کی عادات سکھاتا ہے

53 علم تا سوزے نگیرد از حیات — دل نگیرد لذتے از واردات!

تعلیمی ادارے جب تک حقیقی (خداشناس، وحی شناس، انسان دوست) علم نہ پھیلائیں جس سے زندگی میں سوز پیدا ہو اس وقت تک دل (ضمیرِ انسانی) واردات (RELIGIOUS EXPERIENCE) حاصل نہیں کر پاتا

51۔ فرنگی صیہونی استعمار کے تعلیمی اداروں کا 'کمال' یہی ہے کہ انہوں نے اپنے صدیوں پرانے یونانی فلاسفہ کے ازکار رفتہ سیکولر نظریات کو عام کر کے مسلمان نوجوانوں کے سینے سے نورِ فطرت، قلبِ سلیم اور CONSCIENCE نام کی چیز کھرچ دی ہے اور اس انسان کو لبرل حیوان یعنی درندہ (BEAST) بنا دیا ہے اور ان مغربی اخلاقی قتل گاہوں سے ایک نوجوان بھی بچ کر نہیں نکل سکا اور اس مغربی افکار کے باغ میں ایک پھول بھی ایسا نہیں اُگ سکا جو خداشناسی، آسمانی ہدایت اور انسان دوستی و اخلاق دوستی کی خوشبو دے سکے بلکہ سارے دانشور اس نظامِ تعلیم سے فیض حاصل کر کے (صیہونیت کے قتلِ انبیاء کی عادت کے مطابق) آسمانی وحی و ہدایت کے خلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں۔

52۔ (لارڈ میکالے کے دیے ہوئے اس منحوس نظامِ تعلیم میں) ہمارے استاد معمارِ قوم بن کر اپنے مسلمان نوجوانوں کی ذہن سازی کرتے ہوئے پہلی اینٹ ہی غلط رکھ دیتے ہیں ❶ اور باقی ساری زندگی کے لیے اس بیچارے نوجوان کو ذہنی طور پر مفلوج (MENTALLY RETARDED) انسان یا BEAST بنا دیتے ہیں ❷ یوں آج کے اساتذہ نئی نسل کو حیوان او بطن و فرج (حیوانی جبلتوں) کا پجاری بنا کر معاشرے کا حصہ بنا رہے ہیں اور گویا شاہین بچے کو فکری بلندی کی بجائے بطخ کے بچے کی طرح حیوان اور خونخوار بنا رہے ہیں۔ یہ نونہالانِ قوم اس تعلیم سے فیض یاب ہو کر خودی سے غافل، بے ضمیر اور خداشناسی و آسمانی ہدایت سے تہی دامن رہتے ہیں جس سے ان کی عملی زندگی میں اعلیٰ کردار اور اعلیٰ انسانی اقدار کی روشنی دور دور تک نظر نہیں آتی اور دنیا سے برائی کے خاتمے اور انسان دشمن رویوں کے استیصال کی کوئی مثبت کوشش کے امکانات ہی پیدا نہیں ہوتے۔ برائی کا خاتمہ مذہب کے بغیر ممکن نہیں ❸ اور یہاں مذہب کے لیے بنیادیں ہی ضائع (BULLDOZE) کر دی جاتی ہیں۔

53۔ کسی قوم کے تعلیمی اداروں (بالخصوص مسلمان اُمت کے تعلیمی اداروں) میں جب تک حقیقت انسان کا ڈارون، فرائڈ اور مارکس کا مغربی تصور کھرچ کر خالص قرآنی تصورِ انسان (خودی + جسد) کا درس نہیں دیا جاتا جس کے نتیجے میں انسان خداشناس، وحی شناس اور انسان دوست بن کر اُبھرتا ہے جس سے عملی زندگی میں انسان کے لیے دردِ دل اور خدمتِ خلق کا جذبہ بیدار ہو اس وقت تک اس تعلیم کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ یہ نظامِ تعلیم مسلمان نوجوانوں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے مرتد کر کے سیکولر اور ملحد بنا کر مغربی افکار کا پرچارک بنا رہا ہے جو اسلام اور مسلمان دشمنی کا عندیہ دیتا ہے۔

❶ بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

(جب معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دے تو دیوار ثریا تک ٹیڑھی جاتی ہے۔)

❷ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبال کے ہاں عزت کا مقام رکھتے ہیں جنہیں وہ پیر رومی اور مرشد رومی کہتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

بینی اندر دل علومِ انبیاء — بے کتاب و بے معید و اوستا

(تم اپنے دل میں غور کرو تو کسی کتاب اور مذہبی صحیفے کے بغیر بھی علومِ انبیاء کو پا لو گے)

❸ یاد رہے کہ دنیا بھر کے ملکوں میں قومی سطح پر مختلف علامتیں (INSIGNIAS) ہوتی ہیں پاکستان میں بالعموم دریا، گندم کے خوشے وغیرہ دکھائے جاتے ہیں جبکہ امریکی اور یورپی ملکوں میں درندے (BEAST) دکھائے اور بنائے جاتے ہیں۔ امریکی ریاست کی سرکاری مہر (seal) ایک پرندے کی صورت میں ہے جس کے ایک پنجے میں گندم کے خوشے (رزق) اور دوسرے پنجے میں تیر (اسلحہ) ہے یہ نشان امریکی پالیسی کو ظاہر کرتا ہے۔ حدیث شریف کے مطابق یہ علامت قربِ قیامت میں دجال کی ہے جس کے پاس ایک طرف رزق کے خزانے ہوں گے اور دوسری طرف جنگ اور تباہی کے وسائل۔ اللہ ہمیں اس مغربی دجالی فتنے کو پہچاننے کی توفیق دے اور اس سے بچائے۔ آمین

کلبھوشن یادیو کی وجہ سے ہمارے سینکڑوں لوگ جاں بحق اور زخمی ہوئے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کو ہر صورت اسے پھانسی دینی چاہیے تاکہ دہشت گردی کی حوصلہ شکنی ہو سکے: ایوب بیگ مرزا

کچھ لیگل دلائل ایسے ہیں جن کو پاکستان نے ریکوڈک کیس میں استعمال نہیں کیا۔ اگر ان کو استعمال کیا جاتا تو پاکستان کو بجائے نقصان کے فائدہ ہو سکتا تھا: رضاء الحق

ریکوڈک کی کہانی اور کلبھوشن یادیو فیصلہ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ریکوڈک کی کہانی 1993ء سے شروع ہوئی اور اس کا اختتام پاکستان کو 5 ارب 97 کروڑ ڈالر جرمانے پر ہوا۔ اصل معاملہ کیا ہے؟

رضاء الحق: ریکوڈک کیس کا فیصلہ 2017ء میں آچکا تھا اور وہ پاکستان کے خلاف ہی آیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو ملتوی اس لیے کیا ہوا تھا کہ انہیں یہ تعین کرنا تھا کہ جرمانہ کتنا کیا جائے۔ اس کے بعد انہوں نے 16 جولائی 2019ء کو پاکستان پر جرمانہ عائد کر دیا۔ بنیادی طور پر یہ جرمانہ 4 بلین ڈالر ہے جبکہ 1.87 بلین ڈالر سود ہے۔ اس کے علاوہ لیگل فیس وغیرہ ڈال کر مجموعی طور پر یہ جرمانہ 5.97 بلین ڈالر کا بنتا ہے۔ یہ فیصلہ 7 سو صفحات پر مشتمل ہے جس کے پیراگراف نمبر 171 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کی سپریم کورٹ نے جس وقت ریکوڈک کیس میں lease contract ختم کیا اس وقت پاکستانی سپریم کورٹ کو اس حوالے سے انٹرنیشنل لاء کے بارے میں معلوم نہیں تھا اور نہ ہی پاکستان کی سپریم کورٹ نے ماہرین کی رائے لی تاکہ پاکستان کو اُس فیصلے سے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ اس کیس کا پس منظر یہ ہے کہ 1972ء میں اقوامِ متحدہ نے ایک بڑی تفصیلی رپورٹ جاری کی تھی کہ چاغی کے علاقے سینڈک میں گولڈ، کاپر اور دوسری معدنیات موجود ہیں لہٰذا وہاں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ پر مزید کام کرتے ہوئے 1993ء میں دنیا کی مختلف کمپنیوں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی اور وہ مکھیوں کی طرح یہاں آنا شروع ہوئیں کیونکہ ان کا تو بزنس ہی یہ ہے۔ ان میں ایک امریکن کمپنی BHP بھی تھی جس نے 1993ء میں بلوچستان حکومت کے ساتھ کان کنی اور کھدائی کا معاہدہ کیا۔ معاہدہ کی بنیادی شرط یہ تھی کہ یہاں سے جو سونا نکلے گا اس کا 75 فیصد BHP لے کر جائے گی۔ 2000ء میں جبکہ یہ پراجیکٹ ابتدائی مراحل میں تھا اس کمپنی کے شیئرز ایک آسٹریلین کمپنی Mancor نے خرید لیے۔ یہاں پر یہ بات سمجھنے کی ہے کہ مختلف بین الاقوامی کمپنیاں جو مختلف شعبوں میں مہارت رکھتی ہیں وہ آپس میں شراکت داری کے تحت کام کرتی ہیں۔ لہٰذا Mancor نے یہ کام آگے اپنی ذیلی کمپنی Tethyan Copper کو دے دیا۔ اس نے 2006ء میں یہ کام اپنی ماتحت کمپنیوں کو دے دیا۔ جن میں سے ایک کینیڈا کی کمپنی بارک گولڈ تھی جس کو سونے کی تلاش کا کام سونپا گیا جبکہ دوسری چلی کی کمپنی اینگو فاگستا تھی جس کو تانبے کا کام سونپا گیا۔ اب 75 فیصد سونا ان دونوں کمپنیوں میں تقسیم ہونا تھا لیکن 2011ء میں بلوچستان حکومت نے ان کمپنیوں کی لیز ختم کر دی جس کی بنیادی وجہ بلوچستان حکومت نے یہ بتائی کہ ان کمپنیوں کو جو علاقہ دیا گیا ہے اس سے باہر نکل کر یہ کام کر رہی ہیں۔

سوال: جب بلوچستان حکومت نے ان کمپنیوں کو لائسنس دینے سے انکار کیا اس وقت یہ اپنی feasibility رپورٹ پیش کر چکی تھیں۔ اس رپورٹ میں ایسی کون سی چیز تھی جس کی وجہ سے بلوچستان حکومت کا ارادہ بدل گیا؟

رضاء الحق: لائسنس تو 1993ء میں ہی BHP کو دیا جا چکا تھا۔ اس کے بعد جب Mancor نے اس کے شیئرز خریدے تو وہ لائسنس ٹرانسفر ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 2006ء میں فائنل feasibility رپورٹ آچکی تھی اور اصل کام اس کے بعد ہی شروع ہونا تھا لیکن اس سے پہلے بھی کام ہو رہا تھا۔ یہ نہیں ہے کہ فزیبلٹی اس سے پہلے موجود نہیں تھی۔ جیولاجیکل سرویز موجود تھے۔

سوال: کیا وہ وہاں سے سونے اور کاپر کے ذخائر نکال کر لے جا رہے تھے؟

رضاء الحق: ایسی بات نہیں ہے۔ ابھی تو پہلا پراسس شروع ہوا تھا جس میں کھدائی ہوتی ہے۔ اس کے بعد چیزوں کو نکال کر لے جانا دوسرا پراسس ہے۔ لیکن ہم اس وقت ان کے لیگل سٹیٹس کی بات کر رہے ہیں۔ کچھ لیگل ٹولز ایسے ہیں جن کو پاکستان نے استعمال نہیں کیا۔ اگر ان کو استعمال کیا جاتا تو پاکستان کو فائدہ ہو سکتا تھا۔ اس حوالے سے پہلی بات یہ ہے کہ جب کوئی بین الاقوامی تجارتی کمپنی کسی دوسرے ملک میں جا کر کوئی معاہدہ کرتی ہے تو اس ملک کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ کمپنی اپنے کام میں مہارت نہیں دکھا پاتی تو وہ ملک معاہدے کو منسوخ کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر معاہدہ ایسے ملک سے کیا جائے جسے اس میدان میں مہارت نہیں اور کمپنی ناجائز فائدہ اُٹھائے تو بھی معاہدہ ختم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پاکستان نے یہاں پر یہ آرگومنٹس استعمال نہیں کیے۔ 2011ء میں بلوچستان حکومت نے جب یہ لیز ختم کی تو یہ کمپنیاں ورلڈ بینک کے پاس گئیں۔ ورلڈ بینک کے کئی ذیلی ادارے ہیں۔ ان میں سے ایک ادارہ ICSID ہے جو ایسے تنازعات میں کمپنیوں کی انوسٹمنٹ کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے۔ اس دوران بلوچستان حکومت بلوچستان ہائی کورٹ میں یہ معاملہ لے کر گئی تو ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ حکومت کا معاہدہ منسوخ کرنے کا اقدام غلط ہے۔ لیکن بعد میں مشہور سائنسدان ثمر مبارک مند اور جمعیت علماء اسلام کے عبدالحق سمیت کچھ لوگوں نے اس معاملے کو دوبارہ اُٹھایا جس پر سابق

چیف جسٹس افتخار احمد چودھری نے از خود نوٹس لے کر معاہدے کی منسوخی کے حکومتی اقدام کی توثیق کر دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے یہ جرمانہ بہت زیادہ تھا لیکن بعد میں کافی کم ہوا ہے لیکن اگر صحیح طریقے سے یہ کیس لڑا جاتا اور انٹرنیشنل لاء کے ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتیں تو پاکستان کے حق میں بھی یہ فیصلہ آ سکتا تھا۔

سوال: آپ کے نزدیک پاکستان کے اتنے بڑے نقصان کا کون ذمہ دار ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جیسا کہ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ہمارا سپریم کورٹ بین الاقوامی قانون سے نابلد تھا۔ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے کیونکہ سپریم کورٹ ہمارا قانونی لحاظ سے اعلیٰ ترین ادارہ ہے لیکن اس کا بھی یہ حال ہے کہ انہیں بین الاقوامی قوانین کا علم نہیں تھا، نہ خود اس کو اس معاملے میں مہارت حاصل تھی اور نہ ماہرین کی مدد حاصل کی۔ افتخار چودھری نے جو فیصلہ لکھا ہے اس کا ایک جملہ اس طرح ہے کہ: ''ریکوڈک میں معدنیات کی موجودگی کی حتمی رپورٹ آنے کے بعد صورت حال بدل گئی ہے۔'' تو سوال یہ ہے کہ ان کمپنیوں کو پھر کس بات کا لائسنس دیا گیا تھا؟ بہرحال یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ اس طرح کی بات اتنے بڑے لیول پر سامنے آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ چودھری صاحب کو اس معاملے میں از خود نوٹس لینا ہی نہیں چاہیے تھا۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ یہ معاملات افراد یا حکومتوں کے درمیان نہیں ہوتے بلکہ یہ ریاستوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ ریاست ذمہ دار ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ سپریم کوٹ میں نہ تو بلوچستان حکومت گئی تھی اور نہ ہی وہ کمپنیاں گئی تھیں بلکہ عبدالحق بلوچ نامی شخص کی درخواست پر انہوں نے سوموٹو ایکشن لیا۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم سنتے آئے ہیں کہ بلوچستان میں مدفون خزانے بین الاقوامی سازش کے تحت نکالے نہیں جاتے، اس سازش میں مقامی لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت بلوچستان کا وزیر معدنیات مشتاق رئیسانی تھا جس کے گھر سے 65 کروڑ نقد اور بہت سا سونا بھی نکلا تھا۔ یہ اسلم رئیسانی کے قبیلے کا تھا جو اس وقت وزیر اعلیٰ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں وفاقی حکومت نے پھر بھی اچھا رول ادا کیا۔ آصف زرداری اس وقت صدر تھے۔ انہوں نے اسلم رئیسانی کو بلایا اور اس پر کافی دباؤ ڈالا کہ وہ اس ریکوڈک معاہدے کو منسوخ نہ کریں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ رئیسانی صاحب نے صدر پاکستان کی بات نہ مانی اور اس کو کینسل کر دیا۔ جواز یہ بنایا کہ ہم یہ کنٹریکٹ سستے میں ایک اور کمپنی کو دیں گے جس سے پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ یہ نام نہاد کمپنی وہی گروہ ہے جس نے تھر کے کوئلہ کے بارے میں بڑی افواہیں پھیلائی تھیں۔ پھر اسی گروہ نے چنیوٹ میں سونا اور کاپر نکالنے کے دعوے کیے تھے اور ان سارے معاملات کے ہیڈ ڈاکٹر ثمر مبارک تھے۔ چنانچہ ان کے ذریعے دو ارب روپیہ ریلیز کر دیا گیا۔ اس رقم سے اس گروہ نے اپنی گاڑیاں خرید لیں اور ایک ایسی مشین خریدی جسے اس معیار کی کھدائی کے حوالے سے آپ مذاق ہی کہہ سکتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ مشین ضائع ہو گئی۔ یعنی دو ارب روپے میں ایک فضول سی مشین خرید لی اور باقی رقم اپنے قبضے میں کر لی۔ پھر ڈاکٹر ثمر مبارک نے عدالت میں ایک ایسے گواہ کا کردار ادا کیا جو خود مدعی کے خلاف جاتا تھا۔ یعنی انہوں نے وہاں جا کر کہا کہ اس خزانے سے

2000ء میں جب BHP نے لائنس Mancor کو ٹرانسفر کیا تھا تو اس وقت پاکستان کے پاس نادر موقع تھا کہ وہ ریکوڈک معاہدے کو منسوخ کر دیتا تب کوئی نقصان بھی نہ ہوتا۔

ہمیں ڈھائی ارب ڈالر سالانہ حاصل ہوگا اور خزانہ کی کل مالیت 131 ارب ڈالر ہے۔ یعنی جب آپ خود کہتے ہیں کہ یہ تو بہت قیمتی شے ہے جس کے لیے اس کمپنی کو روک دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ عدالت زیادہ جرمانے کی طرف جائے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عالمی بنک کی تاریخ کا سب سے بڑا جرمانہ ہے۔ اتنا بڑا جرمانہ عالمی بنک نے آج تک کسی کو نہیں کیا۔ اس کے ذمہ دار سابق چیف جسٹس، رئیسانی فیملی، ڈاکٹر ثمر مبارک ہیں۔ ایک اور شخص اعظم سواتی بھی ملوث تھا لیکن وہ جلدی اس سے نکل گیا۔ ہم عمران خان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس معاملے میں کمیشن بنایا ہے تو وہ ان سب کی تفتیش کرے اور جو جو شخص اس قومی نقصان کی وجہ بنا ہے اس کے خلاف ایکشن لے۔

سوال: اب پاکستان کو کیا کرنا چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس نقصان سے بچ جائے؟

رضاء الحق: اس معاملے کو دو طرح سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک قانونی نقطۂ نظر سے اور ایک عمومی طور پر۔ واقعات و شواہد سے ثابت ہے کہ پاکستان میں بیڈ گورننس کی وجہ سے نہ صرف عام آدمی کی زندگی متاثر ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات ریاست کو بھی نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ مثال کے طور پر آصف زرداری کے دور میں ترکی کی ایک کمپنی کا بحری جہاز آ کر کراچی رکا رہا جس کی وجہ سے انہوں نے پاکستان کے خلاف کیس کر دیا۔ اس وقت بھی پاکستان کو نو سو ملین ڈالر کا جرمانہ ہوا تھا۔ یہی چیز ہمیں ریکوڈک کیس میں بھی نظر آتی ہے۔ 2000ء میں جب BHP نے لائنس Mancor کو ٹرانسفر کیا تھا تو اس وقت پاکستان کے پاس نادر موقع تھا کہ وہ اس معاہدے کو بغیر کسی ڈر اور خوف کے منسوخ کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت پاکستان اس نئی کمپنی سے کہہ سکتا تھا کہ نیا معاہدہ کرو۔ پھر 2006ء میں جب یہ کام TCC کے پاس گیا اس وقت بھی پاکستان بات چیت کے ذریعے اس معاملے کو حل کر سکتا تھا۔ تاہم اس وقت پاکستان یہ کر سکتا ہے کہ اس فیصلے کے خلاف اپیل ضرور کرے۔ ورنہ اس کا بہت بڑا بوجھ بلوچستان پر پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا بلوچستان حکومت اور وفاقی حکومت دونوں کو مل کر مشترکہ طور پر اپیل دائر کرنی چاہیے اور اس فیلڈ کے ماہر اور قابل لوگوں سے مشورہ کرنا چاہیے۔ اس وقت یہ بات بھی ہو رہی ہے کہ کمپنیوں کو کام کرنے دیا جائے۔ وہ یہاں سے چار پانچ بلین ڈالر کا سونا نکال لیں گی تو اس کے بعد چلی جائیں گی۔ یہ بات اور بھی خسارے میں ہے کیونکہ وہ اپنا جرمانہ، ہرجانہ بھی لے جائیں گے اور ہمارے چار پانچ سال مزید ضائع ہو جائیں گے۔ 13-2012ء میں نیب کے ایک صاحب کے کے آغا ان کمپنیوں کے ساتھ ماوراء عدالت معاملات طے کرنے کے کافی حد تک قریب پہنچ گئے تھے لیکن پھر درمیان میں افتخار چودھری نے سوموٹو ایکشن لیا اور جس کی وجہ سے حالات خراب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ پاکستان کو اس حوالے سے اپنی صلاحیت بڑھانے کی بہت ضرورت ہے۔ ہمارے پاس جیولاجیکل سروے ایک ایسا ادارہ ہے جس کا آفس بلوچستان میں ہے۔ وہ ہمیں رہنمائی دے سکتا ہے کہ معدنیات موجود ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد پاکستان کے پرائیویٹ سیکٹر، نیم حکومتی اداروں اور فرنٹیئر ورکس جیسے اداروں کو مل کر بڑے پیمانے پر مائننگ اور ڈرلنگ کے ماہرین پیدا کرنے ہوں گے۔ اس کے لیے یہاں بھی یونیورسٹیوں میں اس تعلیم کو عام کیا جائے اور اس شعبے میں ملازمتوں کی گنجائش پیدا کی جائے تا کہ آئندہ ہمیں باہر کی کمپنیوں سے شراکت داری نہ کرنی پڑے بلکہ باہر کے ممالک ہمیں کہیں کہ ہمیں پاکستان کی فلاں کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر کرنا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: میں اس معاملے کو ایک اور پہلو

سے بھی دیکھ رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ کسی شر سے خیر برآمد ہو جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ معاہدہ منسوخ ہو جانے کے بعد پاکستان کوئی اپنی کمپنی بناتا ہے یا ماہرین کی خدمات حاصل کرتا ہے اور خود معدنیات نکالتا ہے یا کسی باہر کی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے جو بہت اچھی شرائط پر یہ کام کرے تو یہ بھی ایک مثبت اقدام ہوگا۔ ورنہ 6 ارب ڈالر بلوچستان کے 4 سال کے بجٹ کے برابر ہے، بلوچستان تو دے نہیں سکتا لہٰذا وفاقی حکومت کو ہی مدد کرنا پڑے گی۔ لہٰذا جس طرح بھی ہو سکے یہ جرمانہ کم کروا لیا جائے۔ لیکن اس کے بعد پاکستان ہوش مندی کا مظاہرہ کرے جو آج تک نہیں کی گئی۔ خاص طور پر معدنیات کے حوالے سے ہماری کسی حکومت نے کوئی کام سرے سے نہیں کیا۔ بلوچستان میں اس قدر معدنی خزانے مدفون ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ معدنیات کے لحاظ سے یہ دنیا کے امیر ترین علاقوں میں سے ایک ہے۔ مگر اس کے باوجود وہاں کی آبادی غریب ترین ہے۔ یعنی ہم سونے کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں اور روٹی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اگر ہوش مندی سے کام لے کر یہ ذخائر نکالے جائیں تو نہ صرف بلوچستان بلکہ پاکستان کا بھی فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ! ہماری دعا ہے کہ اس شر میں سے خیر برآمد ہو جائے۔

سوال: پوری دنیا میں ٹرین کا سفر محفوظ ترین سفر تصور کیا جاتا ہے لیکن پاکستان میں گزشتہ ایک سال میں 70 سے زائد حادثات میں درجنوں افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو چکے ہیں آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے اور ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ظاہر ہے جو متعلقہ حکام ہیں وہی ذمہ دار ہیں۔ ایک چیز جو ساری دنیا میں ہے لیکن ہمارے ہاں نہیں ہے۔ دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ اس محکمہ کا وزیر مستعفی ہو جاتا ہے جس میں کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے حالانکہ وزیر نے تو کوئی حادثہ نہیں کیا ہوتا لیکن ایک علامتی چیز ہو جاتی ہے تاکہ آئندہ اس کی احتیاط کی جائے۔ ہمارے وزیر ریلوے کو دوسرے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں اس پروگرام کی وساطت سے شیخ رشید صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ استعفیٰ نہیں دینا تو کم از کم اپنا کام سنبھالیں اور اس کو بہتر کرنے کوشش کریں۔ یہ واقعات ان کی بدنامی کا باعث ہیں۔ شیخ صاحب داخلی، خارجی اور اقتصادی معاملات میں ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں جو ان کی براہ راست ذمہ داری نہیں ہے لیکن ریلوے کی بہتری اور حادثات سے بچنے کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ ایک ذمہ دار شخص کو پہلے اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہیے۔ ایک اور بات عرض کروں کہ اس میں پچھلی حکومتوں کا بھی کچھ نہ کچھ قصور ہے۔ انہوں نے پاکستان کے خزانے کو اللوں تللوں میں اڑایا لیکن ریلوے ٹریکس کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ ہمارا ریلوے ٹریک انتہائی پرانا اور فرسودہ ہو چکا ہے۔ کسی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ میری رائے میں یہ قومی جرم تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے حادثات ٹریک کی وجہ سے ہوئے ہیں لیکن ریلوے کے شعبہ کو ہم نے اہمیت نہیں دی ہے۔

سوال: کیا ان حادثات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ٹرانسپورٹ مافیا کا ہی کام ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ٹرانسپورٹ مافیا پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ریلوے کے حادثات کی خبریں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور یہ بات صد فیصد درست ہے۔ پیپلز پارٹی کے دور میں ریلوے کے وزیر غلام احمد بلور تھے جنہوں نے سب سے زیادہ ریلوے کو نقصان پہنچایا۔ اُن کا ٹرانسپورٹ کا اپنا بزنس تھا۔ انہوں نے ریلوے کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ تباہ کیا تھا لہٰذا ٹرانسپورٹ مافیا والی بات اس حد تک درست ہے۔

سوال: کلبھوشن یادیو کے حوالے سے عالمی عدالت نے جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

رضاء الحق: بظاہر جو فیصلہ سامنے آیا اس میں کہا گیا کہ انڈیا کا موقف ٹھیک نہیں تھا۔ فیصلے میں پاکستان کی ملٹری کورٹ کی طرف سے دی گئی سزا بھی ختم نہیں کی گئی البتہ یہ کہا گیا کہ حسین مبارک پٹیل کے نام سے جو ایرانی پاسپورٹ ہے وہ اصل ہے۔ جس پر یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ پھر کیا وہ انڈین نیول انٹیلی جنس آفیسر نہیں ہے؟ مجھے خدشہ یہ ہے کہ وہ اسے سٹیٹ دہشت گرد سے عام دہشت گرد نہ بنا لیں۔ بہر حال جب تک اس کیس کا مکمل فیصلہ نہیں آتا اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ البتہ پاکستان کو اس فیصلے سے ایک اخلاقی برتری حاصل ہوئی ہے۔

سوال: کیا یہ فیصلہ پاکستانی اور بھارتی حکومتیں ماننے کی پابند ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: چونکہ انہوں نے دستخط کیے ہوئے ہیں لہٰذا دونوں دیس اس فیصلے کو ماننے کے پابند تو ہیں۔ البتہ پاکستان کی طرف سے ایک شق موجود ہے کہ ہم کسی وقت بھی کسی وجہ کے بغیر اس سے دستبردار ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ فیصلہ پاکستان کے حق میں آئے گا۔ عالمی استعمار جس طرح پاکستان کا دشمن ہے اور اس کا جو رویہ ہے اس سے مجھے یہ لگ رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ کی جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیس پاکستان کا بہت مضبوط تھا اس کے خلاف فیصلہ دینا کوئی آسان نہیں تھا۔ بہر حال یہ فیصلہ پاکستان کے حق میں آیا۔ خاص کر عالمی عدالت کی طرف سے فوجی عدالت کے فیصلے کو تسلیم کر لینا بہت بڑی بات ہے۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ وہ کم از کم پھانسی کی سزا تو ضرور ختم کریں گے۔ لیکن جو فیصلہ آیا ہے اس میں یہی نظر آتا ہے کہ سزائے موت کو ختم نہیں کیا گیا کیونکہ وہاں الفاظ یہ ہیں کہ فوجی عدالت کے فیصلے کو ہم مسترد نہیں کرتے۔

سوال: کلبھوشن کا انجام کیا ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے انجام کو پہنچے گا۔ ان شاء اللہ! میرے نزدیک اگر سزائے موت نہیں ہوتی اور عمر قید کی سزا ہوتی ہے جس کی چیف جسٹس نے وضاحت کی ہے کہ عمر قید کا مطلب یہ ہے کہ ساری زندگی قید۔ اگر یہ ہو جائے تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ جیل میں سسک سسک کر مر جائے گا اور اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ البتہ ایک بات ضرور کہوں گا کہ اس کیس کے حوالے سے ہماری سابق حکومت نے بہت مجرمانہ رویہ اختیار کیا۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف نے آخر تک اس کی کوئی مذمت نہیں کی جس کا انڈیا کو بہت فائدہ پہنچا۔ ان کی باڈی لینگویج سے یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس کو جاسوس نہیں مانتے یا وہ کہتے ہیں کہ یہ فوج نے کام ہی غلط کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس کے بارے میں باقاعدہ شہادتیں آچکی ہیں کہ جس کی وجہ سے ہمارے سینکڑوں لوگ دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس شخص کو سزائے موت دی جانی چاہیے اور اس معاملے میں اگر بھارت کسی بھی سطح پر کوئی چالاکی یا عیاری دکھانے کی کوشش کرے، کوئی آفر دے یا اس کی سزا کو تبدیل کروانے کی کوشش کرے تب بھی یہ سزا برقرار رکھنی چاہیے چاہے پاکستان کو اس عالمی ادارہ سے نکلنا ہی کیوں نہ پڑے۔ جیسے امریکہ کرتا ہے کہ جس ادارے کا فیصلہ اسے پسند نہ آئے اس کو دور سے لات مارتا ہے۔ لہٰذا جو فیصلہ میرے ملک کے مفاد میں ہوا سے تو ہم قبول کریں گے۔ یہ رویہ پاکستان کو اپنانا پڑے گا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ہر طرف ہے اب عاجزی ہم میں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سارے ملک میں ٹیکسوں پر ہاہا کار مچی ہوئی تھی۔ اب باری ہے شہرِ خموشاں کی۔ جینے کے بعد مرنے پر بھی ٹیکس عائد ہوگا؟ خبر ہے کہ میت دفنانے پر 1500 روپے ٹیکس کی تجویز ہے۔ نابالغ کے لیے رعایت ہوگی، اس پر ایک ہزار روپے ٹیکس لگے گا۔ قبرستان شام 5 بجے بند ہو جائے گا۔ (تاکہ رات کا ٹیکس 2 ہزار روپے وصول ہو)۔ خزانے کی کس مپرسی دیکھیے۔

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیے

رہے عوام، تو ان سے آخری سہارا بھی چھن گیا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی ٹیکس نچوڑا تو کدھر جائیں گے!

یہ ہے نیا پاکستان اور تبدیلی! موت ٹیکس وصولتا پاکستان۔ ٹیکسوں کے مارے مظلوموں کے گناہ بخشے جائیں گے۔ ظالمانہ محصول بھاری گناہ کے زمرے میں آتا ہے تو مظلوم کو اس کی چھوٹ اور تخفیف تو ان شاء اللہ رب تعالیٰ فرمائے گا! ویسے المناک حقیقت تو یہ ہے کہ ہم 2001ء سے روشن خیالیوں کے جس سفر پر اندھا دھند چلا کیے، وہ قطرے برابر اس زندگی کی اسیری (حدیث میں دنیا و آخرت کا موازنہ: دنیا قطرے کے برابر، آخرت سمندر کے برابر۔ لامنتہا) میں دائروں کا سفر ہے۔ اس تنگنائے میں بالآخر تھک ہار کر وقتِ مقررہ پر گر کر مر جانا اور قبر کی تاریکیوں کا لقمہ بن جانا۔ روشنی، نور تو اللہ کا سہارا تھام کر زندگی اس کے نام کر دینے ہی سے ملتا ہے۔ قبروں پر ٹیکس لگاتے ہم زیرِ زمینی حقائق بھلا بیٹھے ہیں۔

خزانے کی غربت دور کرنے عمران خان امریکہ کے دورے پر تھے۔ ٹرمپ کو نوید ملی حافظ سعید (جماعت الدعوۃ) کی گرفتاری کی تو خوشی سے لہلہا اٹھے۔ فوراً ٹویٹ فرمائی: ''ممبئی دہشت گرد حملوں کا نام نہاد ماسٹر مائنڈ دس سالہ تلاش کے بعد پاکستان میں پکڑا گیا۔'' گزشتہ دو سال سے حافظ سعید کی تلاش کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔ ویسے اس ٹویٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو! ٹرمپ بھی عمران خان کی طرح اپنی ادھوری معلومات بے دھڑک داغ دیتے ہیں، یہ بھلا کر کہ وہ ایک ریاست کے سربراہ ہیں! حافظ سعید کہاں کھوئے ہوئے، لاپتہ گمشدہ تھے 10 سالوں سے؟ اپنے گھر میں رہتے بستے، ملک بھر میں پبلک جلسوں میں تقریریں کرتے، ٹیلی وژن پر انٹرویو دیتے! میڈیا بھی ٹرمپ کی لاعلمی پر قہقہہ بار ہے۔ یہ ضرور ہے کہ حافظ سعید کی گرفتاری پر 10 ملین ڈالر کا انعام مقرر تھا بطور عالمی دہشت گرد، کیا یہ قومی خزانے کی بھوک پیاس کا مداوا کرے گا؟ عمران خان یہ انعام لے کر لوٹیں گے؟

اس دورے سے عافیہ لورز، بھی امیدیں باندھ بیٹھے ہیں۔ ایوان ریڈلے کے ساتھ (پرانے) عمران خان نے ڈاکٹر عافیہ کی باگرام جیل میں موجودگی کی خبر دی تھی۔ جب تک اپوزیشن میں رہے، لاپتہ، اغوا کنندگان اور ڈاکٹر عافیہ کے حق میں آواز اٹھاتے رہے۔ کرسیٔ وزارت عظمیٰ پر بیٹھتے ہی گلا بھی بیٹھ جایا کرتا ہے۔ سو اب سناٹا ہے ایسے تمام مسائل پر۔ اگرچہ امید کے ماروں نے ٹوئٹر پر ڈاکٹر عافیہ کی رہائی اور وطن واپسی کی مہم چلا دی۔ چند منٹ کے اندر ہی یہ نمبرون ٹوئیٹر ٹرینڈ بن کر ہزاروں کی شمولیت پا گئی۔ کیا المیہ ہے کہ اتنے سالوں میں ہمارے حکمران، سرکاری اہلکار، بڑے جرنیل سبھی امریکہ جاتے رہے۔ جبہ سائی کے اتنے دوروں میں کوئی ایک بھی کمزور، مظلوم، ہونہار، قید میں گلتی بیٹی واپس لانے پر زبان تک نہ کھول سکا؟ انسان کو اشرف اور قد آور تو عقیدہ بناتا ہے۔ ورنہ وہ ایک خالی ڈبا ہے، مشینی روبوٹ کی مانند پروگرام ہوا ہوا۔ سو وہ وقت تو لد گیا جب امام حنبلؒ ہوا کرتے تھے۔ آج عزیمت کے اس کوہ گراں کی جگہ:

ہر طرف ہے اب عاجزی ہم میں
اب ہمارے امام ہنبل ہیں

(humble یعنی عجز والے) ان کا یہ عجز صرف گورے کے حضور ہے۔ قوم کے لیے پروٹوکول طلب وفاقی وزیر کا عالم دیکھیے۔ ایئرپورٹ پر شعلہ بار۔ (دی نیوز رپورٹ۔ عامر چیمہ) کاش کنٹینروں سے گرجتے برستے عمران خان، پیش ٹرمپ بھی پاکستان اور اسلام کے لیے اتنے ہی رعب داب، گرج چمک والے ثابت ہوتے۔

اور بھی بہت سے اقدامات یکے بعد دیگرے اس دورے کی تیاری ہی کے ضمن ہوئے۔ فواد چودھری، مشرفی وزیر پیش پیش رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر کابینہ کو رویت ہلال کمیٹی ختم کرنے کی سفارش کی ہے۔ خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا۔ بس یہی ہلال ان کے گلے کی پھانس ہے جس کے درپے ہیں۔ گویا پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ، ترجیح اول طلوع ہلال ہے! نیز ایک مرتبہ پھر انہیں یہ دورہ بھی پڑا ہے کہ اسلام آباد میں مساجد کو سرکاری، درباری، تحریری (فوادی) خطبہ جمعہ یکساں طور پر فراہم کرنا ہے جو پڑھ کر سنا دیا جایا کرے گا! یہ صاحب کچھ ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے بٹھائے گئے ہیں۔ علماء کے فتاویٰ، اہل علم کی آراء، دینی روایات کے علی الرغم اندھا دھند اپنی کہے چلے جا رہے ہیں۔ اب سائنس و ٹیکنالوجی وزارت سے عالمی سائنس ٹیکنالوجی کانفرنس کا اعلان بھی فرمایا ہے، جس کا ایک نمایاں فیچر، سیاسی نوبل پرائزنی، ملالہ یوسف زئی (دنیا کی مایہ ناز سائنس دانی ہیں کیا؟ اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی کیا ہوئیں؟) کی بہ صد اہتمام آمد ہے، بل گیٹس اور فیس بک والے مارک زکر برگ کے جلو میں۔ کانفرنس کا عنوان ''تھنک فیوچر'' یعنی ''مستقبل بارے سوچو'' ہے۔ کس کا مستقبل؟ آپ کا سیاسی مستقبل؟ قوم کا معاشی بحرانی مستقبل؟ (معیشت سنبھلے گی تو سائنس و ٹیکنالوجی سوجھے گی۔ صنعتیں تو ٹھپ ہو رہی ہیں۔ بجلی گیس کے بغیر سائنس؟) یا سول مارشل لائی حکومت کا مستقبل؟

ادھر امریکی سیکرٹری سٹیٹ مائیک پومپیو بھی بالکل فواد چودھری کے برادر بزرگ لگتے ہیں۔ امریکہ میں مذہبی آزادی کا عالمی اتحاد بنانے چلے ہیں۔ فرماتے ہیں: یہ تمام انسانوں کے اس حق کا دفاع کریں گے کہ ''ایمان لائیں یا نہ لائیں'' (To believe or not to believe) مذہبی آزادی کے لیے درجنوں ملکوں سے سینکڑوں سرگرم کارکن اس میں شرکت کریں گے۔ امریکہ نظریاتی سطح پر جو عالمی جنگ لڑ رہا ہے، ہم خواہی نخواہی اس میں بھی اس کے اتحادی بنے اپنی اسلامی شناخت کے درپے ہیں۔ (آخر اس 18 سالہ صلیبی جنگ میں یہ بلاسبب تو نہ تھا کہ عراق، افغانستان میں اسلحے کے ہمراہ نصاب تعلیم بھی لائے اور مسلط کیے گئے۔)

ہمارا حال ملاحظہ ہو۔ پہلے پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کی نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان کی کتاب میں مقبوضہ کشمیر، بھارت کا حصہ پڑھایا گیا۔ بعد ازاں عقیدۂ ختم نبوتؐ کونشانہ بنایا گیا۔ جملے بدلے گئے، عقیدے کے الفاظ میں تحریف ہوئی۔ خاموش، غیرمحسوس مہم بلا سبب تو نہیں۔ مزید یہ کہ سابقہ ایم ڈی پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے ایف اے کے انگریزی نصاب میں سیرت النبیؐ کی کتاب شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تعلیمی سیشن 2020-21ء کے لیے طے تھا۔ لیکن اب دوبارہ ''گڈ بائے مسٹر چپس'' ناول ہی پڑھانا قرار پایا۔ امریکہ مذہبی آزادی کی راہیں ہموار کر رہا ہے۔ ایسے موسم میں انہیں مسٹر چپس ہی راس آرہا ہے۔ سو ہمارے بچے مُڑ کنے چپس کھاتے، خود بھی سوکھے سڑے مسٹر چپس بنے، پھنسی جینز پہنے، سر پر بال کھڑے کیے، بے ہدف، بڑی محنت سے ایسے نصابوں کے ذریعے تیار کیے گئے ہیں۔ یہ نصاب دولے شاہ کے چوہے تیار کرنے والے کنٹوپ ہیں۔ بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کی آزادانہ نشوونما روک کر، انہیں اپنی شناخت سے بے بہرہ رکھتے ہیں۔ یہی کشکول لیئے غلام بنانے مغرب کو مطلوب ہیں۔ اور ہمارا نظام تعلیم اسی خدمت پر مامور ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی کتاب ان میں خوئے اسداللہی پیدا کر دے گی تو انہیں کون سنبھالے گا؟

ابھی یہی اہتمام مدارس میں انگریزی اور حساب و مطالعہ پاکستان پڑھانے کا طے کیا جا رہا ہے۔ قال اللہ وقال الرسول سے ڈھلنے والے، اب مخمل میں ''مسٹر چپس'' والے ٹاٹ کا پیوند لگائیں گے۔ مطالعہ پاکستان میں مقبوضہ کشمیر بھارت کا حصہ پڑھیں گے۔ حساب میں سود کے سوال حل کریں گے تو مشرف با روشن خیالی ہو جائیں گے۔ پھر مدارس رجسٹریشن بھی پالیں گے! خشمگیں نگاہوں سے نہ دیکھے جائیں گے! وزارت تعلیم کے ذمے سکولوں کی حالت زار کس سے چھپی ہے! چار دیواری، پانی، بجلی، استادوں سے محروم۔ معیار تعلیم ایسا کہ نئی نسل اردو، انگریزی دونوں سے فارغ ہے۔ منشیات کا دور دورہ ہے۔ اب مدارس تباہ کریں گے؟ 25 ہزار مدارس کے 35 لاکھ سے زائد طلبہ کی خودی کو اب اس تعلیمی تیزاب میں ڈالا جائے گا۔ ''ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر'' کے فلسفے کے تحت! اللہ ہمارے مستقبل کی خیر کرے۔ یہ تو فوادی تھنک فیوچر، پلان چل رہا ہے۔

❁ ❁ ❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(18 تا 24 جولائی 2019ء)

جمعرات (18 جولائی) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (19 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری امور نمٹائے اور مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب ایوب بیگ مرزا سے مشاورت کے بعد پریس ریلیز کا اجراء کیا۔ ہفتہ (20 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کے دفتری امور نمٹائے۔

سوموار (22 جولائی) کو صبح 10 بجے عربی زبان کے ایک سکالر جناب فضل بن محمد کے ہمراہ ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) کے لیے روانہ ہوئے۔ مہمان کو مرکز کے مختلف شعبوں کا دورہ کرایا گیا۔ بعدازاں' امیر محترم نے دفتر میں ضروری تنظیمی امور نمٹائے۔ منگل (23 جولائی) کو صبح کے اوقات میں قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ اسی شام طے شدہ پروگرام کے مطابق بعد نمازِ مغرب ای ایم ای سوسائٹی میں واقع ''دارالتقویٰ'' میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم چوہنگ کے رفقاء کے ساتھ اجتماعی ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) جناب ڈاکٹر امتیاز احمد اور امیر حلقہ لاہور غربی جناب پرویز اقبال بھی موجود تھے۔ مقامی امیر نے نقباء کا اور نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعدازاں' سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ نمازِ عشاء کے بعد اجتماعی کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بدھ (24 جولائی) کو دن 11 سے 1 بجے تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں جاری ''فکری و علمی رہنمائی کورس (مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب)'' کے شرکاء سے ''اسلام کا معاشرتی و سماجی نظام'' کے موضوع پر سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کی روشنی میں خطاب کیا۔ لیکچر کے بعد رفقاء کے سوالوں کے جوابات بھی دیے۔ (مرتب: محمد خلیق)

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ اگست 2019ء
ذُوالحجہ ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ تنظیم اسلامی کی دعوتِ فکرِ اسلامی مہم
امیر تنظیم کا پیغام: رفقاء تنظیم کے نام — حافظ عاکف سعید
☆ شہیدِ قدسی' محمد مُرسیؒ — عبدالغفار عزیز
☆ آنے والے دَور کی ایک دھندلی سی تصویر — انجینئر مختار فاروقی
☆ کیا رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے بغیر نجات ممکن ہے؟ — محمد سفیر الاسلام
☆ اسلام کی معاشرتی ہدایات — شجاع الدین شیخ
☆ فتنۂ تصویر اور قحط الرّجال — محمد رشید عمر
☆ دورانِ تلاوت قرآن حکیم پر عمل کی فوری صورت — حافظ محمد مشتاق ربانی
☆ اُمّتِ مُسلمہ کا عروج و زوال — پروفیسر عبدالعظیم جانباز
☆ مکّہ اور مدینہ کے تاریخی مقامات — ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور قربانی کے احکام ومسائل

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ الفجر آیت نمبر 2) میں ذوالحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے: ﴿وَالْفَجْرِ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ②﴾ جس سے معلوم ہوا کہ ماہِ ذوالحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حج کا اہم رکن: وقوفِ عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے۔ غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اُخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ لہٰذا ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں۔

احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے خصوصی فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند احادیث ذکر کررہا ہوں:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں، لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

عرفہ کے دن کا روزہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (صحیح مسلم) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا 9 ذوالحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

وضاحت:

اختلافِ مطالع کے سبب مختلف ملکوں میں عرفہ کا دن الگ الگ دنوں میں ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ یوم عیدالفطر، یوم عیدالاضحیٰ، شب قدر اور یوم عاشورہ کے مثل ہر جگہ کے اعتبار سے جو دن عرفہ کا قرار پائے گا اُس جگہ اُسی دن میں عرفہ کے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

قربانی کی حقیقت:

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت کے لیے رہا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (سورۃ الحج: 34) ''ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔'' لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اہم وعظیم قربانی کی وجہ سے قربانی کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے اور اسی وقت سے اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی ان شاء اللہ۔ اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی جان ومال ووقت ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے 63 اونٹ کی قربانی آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ 37 اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (یعنی ذبح) فرمائے۔ (صحیح مسلم۔ حجۃ النبی ﷺ)

یہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد (ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں) کا عملی اظہار ہے اور اس عمل میں اُن حضرات کا بھی جواب ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر کہہ دیتے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کے بجائے غریبوں کو پیسے تقسیم کردیئے جائیں۔ اسلام نے جتنا غریبوں کا خیال رکھا ہے اس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، بلکہ انسانیت کو غریبوں اور کمزوروں کے درد کا احساس شریعت اسلامیہ نے ہی سب سے پہلے دلایا ہے۔ غرباء ومساکین کا ہر وقت خیال رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ کے ایام میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جیسا کہ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دارقطنی، سنن کبریٰ للبیہقی)

دیگر اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی مطلوب ومقصود رضاء الٰہی ہونی چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (سورۃ الانعام: 162) ''میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' نیز اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے: ﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ﴾ (سورۃ الحج: 37) ''اللہ کو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ اُن کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔''

قربانی کی اہمیت وفضیلت:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ ﷺ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی) غرضیکہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی باوجودیکہ آپ ﷺ کے گھر میں بوجہ قلت طعام کئی کئی مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔

☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا، یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہمیں

قربانی سے کیا فائدہ ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔'' (سنن ابن ماجہ)

☆ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں اجروثواب کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔'' (ترمذی)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔'' (سنن دار قطنی باب الذبائح، سنن کبریٰ للبیہقی ج9 ص261)

قربانی واجب ہے:

قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ قرار دینے میں زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے، مگر پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور جو شخص قربانی کرسکتا ہے اس کو قربانی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے خواہ اس کو واجب کہیں یا سنت مؤکدہ یا اسلامی شعار۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے باوجود یکہ آپ ﷺ کے گھر میں اشیاء خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ 80 ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قربانی کو واجب قرار دیا ہے۔ حضرت امام مالک ؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبل ؒ کی ایک روایت بھی قربانی کے وجوب کی ہے۔ ہندوپاک کے جمہور علماء نے بھی وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ ؒ نے بھی قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔ قربانی کے وجوب کے لیے متعدد دلائل میں سے چند پیش خدمت ہیں:

1) اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم (سورۃ الکوثر) میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔'' اس آیت میں قربانی کرنے کا امر (یعنی حکم) دیا جارہا ہے اور امر عموماً وجوب کے لیے ہوا کرتا ہے جیسا کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص ؒ (ولادت 305ھ) اپنی کتاب (احکام القرآن) میں تحریر کرتے ہیں: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور ﴿وَانْحَرْ﴾ سے قربانی مراد ہے۔ مفسر قرآن شیخ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: 1) عید کی نماز واجب ہے۔ 2) قربانی واجب ہے۔

2) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ بھٹکے۔'' (سنن ابن ماجہ) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور اس نوعیت کی سخت وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

3) حضرت جندب بن سفیان البجلی ؓ سے روایت ہے کہ میں عیدالاضحیٰ کے دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہیے کہ وہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔'' (صحیح بخاری) حضور اکرم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کی نماز سے قبل جانور ذبح کرنے پر دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا حالانکہ اُس زمانہ میں صحابہ کرامؓ کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ یہ قربانی کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

ہر صاحب حیثیت کو قربانی کرنی چاہیے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔'' حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قربانی کے وجوب کے لیے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے۔ البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، جیسا کہ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (المحلی بالآثار لابن حزم ج6 ص37)

قربانی کے جانور:

بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ (نر و مادہ) قربانی کے لیے ذبح کیے جاسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔ (سورۃ الانعام: 143و144)

قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہٰذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ (کتاب الاجماع لابن منذر ص37) حضرت حسن بصریؒ (متوفی 110ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج7 ص65) حضرت امام سفیان ثوریؒ (متوفی 161ھ) فرماتے ہیں کہ بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق ج4 ص23) حضرت امام مالکؒ (متوفی 179ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے) (موطا مالک باب ما جاء فی صدقة الفطر) ہندوپاک کے جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔ سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ محمد بن العثیمینؒ نے بھی بھینس کو گائے کے حکم میں شامل کیا ہے۔ بھینس عربوں میں نہیں پائی جاتی ہے، اس لیے اس کا ذکر قرآن کریم میں وضاحت سے نہیں ہے۔ (مجموع فتاویٰ ورسائل شیخ ابن العثیمینؒ 25/34) موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں یہی مذکور ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ اور بکرا بکری ایک سال، گائے اور بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

قربانی کے جانور میں شرکاء کی تعداد:

اگر قربانی کا جانور بکرا، بکری، بھیڑ یا دنبہ ہے تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔ (اعلاء السنن۔ باب ان البدنہ عن سبعة)

اگر قربانی کا جانور اونٹ، گائے یا بھینس ہے تو اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ''ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہوجائیں۔'' (صحیح مسلم)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے سال حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔ (صحیح مسلم)

وضاحت:

حجۃ الوداع اور صلح حدیبیہ کے موقع پر اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوئے تھے، اس پر قیاس کر کے علماء امت نے فرمایا ہے کہ عیدالاضحیٰ کی قربانی میں بھی اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

قربانی کے ایام:

قربانی کے تین ایام ہیں 10و11و12 ذوالحجہ۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کی آیت ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر (10 ذوالحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج6 ص261)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔ (موطا امام مالک۔ کتاب الضحایا)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن 10 ذوالحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر (10 ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ج2 ص205)

وضاحت:

بعض علماء کرام نے مسند احمد میں وارد حدیث (کُلُّ اَیَّامِ التَّشْرِیقِ ذِبْحٌ) کی بنیاد پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص 12 ذوالحجہ تک قربانی نہیں کر سکا تو 13 ذوالحجہ کو بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں فرمایا ہے کہ قربانی صرف تین دن کی جا سکتی ہے۔

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے یا کٹوائے:

☆ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم) اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لیے مستحب ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔ لہٰذا اگر بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے کی ضرورت ہو تو ذوالقعدہ کے آخر میں فارغ ہو جائیں۔

❀❀❀

ببایہ مجلس اسرار

دعوت دین

دعوتِ دین کو قرآنی اصطلاحات کے مطابق خواہ ''دعوۃ الی اللّٰہ'' (حم السجدہ:33) قرار دیا جائے، خواہ ''دعوۃ الی سبیل الرب'' (النحل:125)، اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے فریضۂ رسالت کے تقاضوں کی ادائیگی کے تسلسل اور دوام کی مظہر ہے...... اس لیے کہ نبوت کا اختتام تو آپؐ کے انتقال کے ساتھ ہو گیا...... لیکن آپ کی رسالت کا سلسلہ تو قیامت تک جاری رہنے والا ہے...... اور آپؐ کا جو امتی آپؐ کے قول مبارک: ''بلغوا عنّی ولو آیۃ'' (پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت) پر عمل کرتے ہوئے آپؐ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچا رہا ہے وہ آپؐ کا معاون و مددگار ہے، اس لیے کہ ''عنّی'' کا صحیح مفہوم صرف انگریزی الفاظ ''ON MY BEHALF'' سے ادا ہوتا ہے...... چنانچہ ایسا ہر شخص لائق مبارک باد ہے۔

لیکن اس معاملے میں ایک ''دروں بینی'' کی شدید ضرورت ہے، کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اس کام کو بس ایک مشغلے (Hobby) کے طور پر کر رہے ہوں...... اور اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہوں کہ ہم دعوت الی اللہ کا کام اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق کر رہے ہیں...... اس ضمن میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے والا ''LITMUS TEST'' یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں کی گہرائیوں میں جھانکیں کہ ان میں نبی اکرم ﷺ کی اُس کیفیت کا کوئی عکس کسی درجہ میں موجود ہے یا نہیں۔ جو سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 3 میں بیان ہوئی ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝﴾

یعنی ''اے نبیؐ! کیا آپ اپنے آپ کو اس غم اور صدمے سے ہلاک کر لیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے؟''

آپؐ کا یہ رنج و غم اور صدمہ اتنا شدید تھا کہ بے شمار مواقع پر اللہ تعالیٰ کو تسلی دینی پڑی کہ آپؐ پر ان کو ہدایت کی راہ پر بالفعل لانے کی کوئی ذمے داری نہیں ہے...... اور آپؐ کی تمام تر دعوت و تبلیغ اور تلقین و نصیحت کے باوجود اگر یہ ان ہی راہوں پر چلتے رہے جن کی آخری منزل جہنم ہے تو اس کی کوئی مسئولیت آپؐ کے ذمے نہیں ہوگی (لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ) اور ''وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ'' آپؐ ان کے انجام کے تصور سے رنج و غم میں مبتلا نہ ہوں!...... اگر ہمارے اندر یہ ''دلسوزی'' اور ''دلگیری'' نہیں ہے تو ہم فریضۂ رسالت کی ادائیگی نہیں کر رہے، صرف کسی خارجی اثر کے تحت ایک مشین کے بے جان پرزے کے مانند کسی تنظیم یا جماعت میں ''جڑ'' گئے ہیں!

اور اس ضمن میں ایک مزید ذاتی احتساب یہ کہ غور کیا جائے کہ اگر ہماری دعوت و تبلیغ سے ہمارے اہل و عیال بھی متاثر نہیں ہو رہے تو کہیں ہماری اپنی شخصیتوں میں کوئی ایسا بڑا خلا تو نہیں ہے جس کا نتیجہ اس طور سے ظاہر ہو رہا ہو؟ اس لیے کہ یہ معاملہ تو تاریخ میں شاذ ہی ہوا ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے چاروں بیٹے ہمہ تن اپنے والد کے نقش قدم پر تھے، اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بھی تمام بیٹے راہِ حق کے روشنی کے مینار بن گئے...... اور دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ چار میں سے ایک بیٹا تو حضرت نوح علیہ السلام کا بھی آخر دم تک کافر رہا اور ان کی نگاہوں کے سامنے غرق ہوا۔ اس سے آگے بڑھ کر نصف نصف کا معاملہ ہو جائے تب بھی غنیمت ہے لیکن اگر سب کے سب راہ حق کے کنارے پر کھڑے ع ''الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے!'' کا نظارہ کر رہے ہوں تو یہ ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے!

اللہ ہمیں دعوت الی اللہ اور دعوت الی سبیل اللہ کے لیے اس دُھن اور لگن کا عشرِ عشیر بھی عطا فرما دے جو نبی اکرم ﷺ میں نظر آتی تھی تو ان شاء اللہ ہماری منزل قریب آ جائے گی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

اسلامی معاشرہ

مولانا محمد اسلم شیخو پوری رحمۃ اللہ علیہ

انسانوں کے مل جل کر رہنے سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اور جب بہت سارے انسان مل جل کر رہتے ہیں تو ان کے درمیان مختلف تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔

کوئی کسی کا رشتہ دار ہوتا ہے، کوئی کسی کا کرایہ دار ہوتا ہے، کوئی مالک ہوتا ہے، کوئی مزدور ہوتا ہے، کوئی دوکاندار ہوتا ہے، کوئی خریدار ہوتا ہے، کوئی حکیم اور ڈاکٹر ہوتا ہے، کوئی بیمار ہوتا ہے، کوئی امام ہوتا ہے، کوئی مقتدی ہوتا ہے، کوئی استاد ہوتا ہے، کوئی شاگرد ہوتا ہے، کسی سے خاندان کا تعلق ہوتا ہے، کسی سے وطن اور زبان کا تعلق ہوتا ہے۔

ان تعلقات کی وجہ سے کسی سے محبت بھی ہو سکتی ہے اور کسی سے نفرت بھی ہو سکتی ہے، اتفاق بھی ہو سکتا ہے اور اختلاف بھی ہو سکتا ہے، اپنائیت بھی ہو سکتی ہے اور اجنبیت بھی ہو سکتی ہے، بغض بھی ہو سکتا ہے اور قربت بھی ہو سکتی ہے۔

جب یہ مسائل پیدا ہوں تو اسلام اپنے ماننے والوں کو کچھ مخصوص قسم کی ہدایات دیتا ہے۔ ان ہدایات کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنے سے اسلامی معاشرہ وجود میں آجاتا ہے۔

یہ ہدایات بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن واحادیث میں مذکور ہیں لیکن میں صرف ایک آیت اور صرف ایک حدیث کے حوالے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی معاشرہ کیسے وجود میں آتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ ایمان والے بھائی بھائی ہیں خواہ ان کا وطن الگ ہو، ان کی زبان جدا ہو، ان کے رنگ مختلف ہوں، وہ بہر حال بھائی بھائی ہیں۔

ان میں سے ایک امیر ہے دوسرا غریب ہے، ایک مالک ہے، دوسرا مزدور ہے، ایک دوکاندار ہے دوسرا خریدار ہے، ایک امام ہے دوسرا مقتدی ہے، ایک چھوٹا ہے دوسرا بڑا ہے، ایک پاکستان میں رہتا ہے دوسرا ہندوستان میں رہتا ہے، ایک عربی ہے دوسرا چینی ہے، ان سارے اختلافات کے باوجود بھائی بھائی کیوں ہیں؟ وہ کون سا رشتہ ہے جس نے ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ہے؟

قرآن کہتا ہے کہ ان کے درمیان ایمان کا رشتہ ہے اور یہ رشتہ سارے رشتوں سے بڑھ کر ہے۔ رنگ، نسل اور زبان کے رشتے ٹوٹ سکتے ہیں مگر یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

یہ وہ رشتہ ہے جو کالے کو گورے کا بھائی بناتا ہے۔

یہ وہ رشتہ ہے جو امیر کو غریب کا بھائی بناتا ہے۔

یہ وہ رشتہ ہے جو افریقی کو امریکی کا بھائی بناتا ہے۔

ان دونوں کا اللہ ایک ہے، رسول ایک ہے، کتاب ایک ہے، قبلہ ایک ہے، منزل ایک ہے، طرز زندگی ایک ہے، مقصد زندگی ایک ہے، نظریہ ایک ہے، محبت اور نفرت کا پیمانہ ایک ہے لہٰذا وہ بھائی بھائی ہیں۔ جب ایمان والے ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھنا شروع کر دیں تو اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے گا۔

اب آئیے! اس حدیث کی طرف جس کی مدد سے میں اپنے موضوع کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپس میں محبت اور رحمدلی کے معاملہ میں مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم، جب جسم کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم مل کر جاگتا ہے اور سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

جب مسلمان جسد واحد کی طرح بن جائیں گے تو اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے گا۔

آپ جانتے ہیں کہ صرف سر میں درد ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے، اگر پاؤں پر زخم لگ جائے تو سارا جسم تڑپ اٹھتا ہے۔ اسی طرح اسلامی معاشرہ میں ایک مسلمان کی تکلیف سارے مسلمانوں کی تکلیف بن جاتی ہے، ایک مسلمان دوسرے کو ننگا یا بے گھر دیکھتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ خود ننگا اور بے گھر ہو گیا ہے۔

ایک مسلمان بھوکا ہوتا ہے تو اس کی بھوک کی وجہ سے دوسرے کو نیند نہیں آتی۔ ایک مسلمان پر ظلم ہوتا ہے تو اس کی کسک دوسرا اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ہر مسلمان دوسرے کا خیر خواہ اور ہمدرد ہوتا ہے۔ اس کا ہر فرد الگ عمارت نہیں ہوتا بلکہ عظیم عمارت کی اینٹ ہوتا ہے، ہر اینٹ دوسری اینٹ سے جڑی ہوتی ہے، ہر اینٹ دوسری اینٹ کے لیے سہارا ہوتی ہے اس آیت اور اس حدیث کی روشنی میں اپنی سوسائٹی کا جائزہ لیجئے۔

جہاں ذات اور قبیلے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

جہاں صوبے اور زبان کے اختلافات چل رہے ہیں۔

جہاں فرقوں اور جماعتوں کے ٹکراؤ ہو رہے ہیں۔ جہاں کسی کو کسی دکھ درد کا احساس نہیں۔ کیا آپ اس معاشرہ کو اسلامی معاشرہ کہہ سکتے ہیں؟ کیا خوب کہا ہے علامہ اقبال نے:

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

یورپ کے غیر مسلم اپنے سارے ملکوں کے لیے مشترکہ کرنسی جاری کر رہے ہیں۔ وہ ایک ہی پاسپورٹ جاری کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے خلاف ہر سطح پر متحد ہو چکے ہیں۔ لیکن پوری دنیا کے مسلمان منتشر ہیں۔ وہ اپنے مفادات میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ پوری دنیا میں تو کیا متحد ہوں گے کسی ایک ملک میں بھی متحد نہیں۔

انہیں اپنے انفرادی مفادات سے تو غرض ہے لیکن اجتماعی مفادات کی کوئی فکر نہیں۔

اگر افغانستان کے لاکھوں مسلمان رات کو بھوکے سوتے ہیں تو دنیا کے باقی مسلمان ان کی بھوک کا درد محسوس نہیں کرتے۔

اگر شام کے مسلمانوں کو گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے تو دوسرے مسلمان اس پر پریشان نہیں۔

اگر برما کے مسلمانوں پر زمین تنگ کر دی گئی ہے تو عرب وعجم کے مسلمانوں کو کوئی فکر لاحق نہیں۔

میرے دوستو! جس دن صحیح اسلامی معاشرہ وجود میں آگیا اور ہر مسلمان نے دوسرے مسلمان کے درد کو محسوس کر لیا وہ دن مسلمان کی عزت ورفعت کا دن ہو گا اور وہ دن کفر کی رسوائی اور ذلت کا دن ہو گا۔

اللہ کرے کہ ہم کم از کم اپنے ملک، اپنے شہر اور اپنے محلہ میں صحیح اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

Universal Lessons of Hajj

Millions of pilgrims from all over the world will be converging on Makkah in the coming days. They will retrace the footsteps of millions who have made the spiritual journey to the valley of Makkah since the time of Adam *(AS)*.

Hajj is one of the five 'pillars of Islam' (the others include a declaration of faith in one Allah *SWT*, five daily prayers, offering regular Zakat, and fasting during the month of Ramadan). Pilgrimage is a once-in-a-lifetime obligation for those who have the physical and financial ability to undertake the journey.

The Hajj is essentially a re-enactment of the rituals of the great prophets and teachers of faith, in particular Abraham *(AS)*. They also retrace the frantic footsteps of the wife of Abraham *(AS)*, Hagar *(AS)*, as she ran between the hills of Safa and Marva searching for water for her thirsty baby (which according to Muslim tradition, Allah *SWT* answered with the well of Zam Zam). Lastly, the pilgrims also commemorate the willingness of Abraham to sacrifice his son, Ishmael *(AS)* for the sake of Allah *(SWT)*. Allah *(SWT)* later substituted a ram in place of his son.

Yet, the Hajj is more than these elaborate rituals. The faithful hope that it will bring about a deep spiritual transformation, one that will make him or her a better person. If such a change within does not occur, then the Hajj is merely a physical and material exercise devoid of any spiritual significance.

Almost all religions teach that we are more than mere physical creatures in that we possess an essence beyond the material world. Indeed, this is why almost all religions have a tradition of pilgrimage. In the Islamic tradition, Hajj encapsulates this spiritual journey toward this essence.

The current state of affairs — both within and outside the Muslim world — greatly increases the relevance of some of the spiritual and universal messages inherent in the Hajj.

Indeed, the Qur'an teaches: "I shall not lose sight of the labor of any of you who labors in my way, be it man or woman; each of you is equal to the other." *(Quran 3:195)*

Clearly, the white sea of men and women side by side performing *Tawaf* (circling) around the Kaaba (the stone building Muslims believe was originally built by Adam *AS* and rebuilt by Abraham *AS* and his son Ishmael *AS*) should lay to rest any claim that Islam — as opposed to some Muslims — degrades women.

The fact that millions of Muslims transcending geographical, linguistic, level of practice, cultural, ethnic, color, economic and social barriers converge in unison on Makkah, attests to the universality of the Hajj. It plants the seed to celebrate the diversity of our common humanity. Pilgrims return home enriched by this more pluralistic and holistic outlook and with a new appreciation for their own origins.

Muslim pilgrims take part in the day-long station at Arafat during the Hajj pilgrimage in Makkah. It is a day of atonement and reminds believers of the day of judgment where all of humanity will be taken for account for their actions.

One of the most celebrated Western Hajjis (one who has completed the Hajj), Malcolm X was so inspired by what he witnessed during Hajj, that, in letters to friends and relatives, he wrote, "America needs to understand Islam, because

this is the one religion that erases from its society the race problem."

Upon returning to America, he embarked on a mission to enlighten both blacks and whites with his new views. Malcolm X understood that in order to truly learn from the Hajj, its inherent spiritual lessons must extend beyond the fraternal ties of Muslims to forging a common humanity with others.

In fact, as part of the spiritual experience, the pilgrimage links people across religions through a past shared by several Abrahamic traditions. This combined with the Islamic teaching of the common origin of humanity holds out much hope. Indeed, the Qur'an teaches: "We created you from a single pair of a male and female (Adam and Eve), and made you into nations and tribes that ye may know each other and not that you might despise each other. The most honored of you in the sight of Allah is the most righteous of you" *(Quran 49:13)*. This is a great celebration of the differences and at the same time unity of all of humanity.

Another essential spiritual message of the Hajj is one of humility to Allah *(SWT)* and His supremacy and control over all that we know. The multitude of people and their inner beliefs and practices are all to be judged by Allah *(SWT)* and Allah *(SWT)* alone in His *(SWT)* infinite wisdom and full knowledge. Indeed, as the Qur'an insists, "Let there be no compulsion in matters of faith, truth stands out dear from error." *(Quran 2:256)*

The result of a successful Hajj is a rich inner peace, which is manifested outwardly in the values of justice, honesty, respect, generosity, kindness, forgiveness, mercy and empathy. And it is these values – all reflection of the attributes of Allah *(SWT)* Almighty — that are indispensable to us all if we are to get along positively in this world.

Source*: Reprinted; Adapted from an article on http://www.islamiqtv.org/*

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
سیمینار
نظامِ خلافت کا قیام

پاکستان، عالمِ اسلام کی اُمیدوں کا مرکز کیسے؟

4 اگست 2019 بروز اتوار صبح 10:30 بجے

بمقام: قرآن آڈیٹوریم
191 اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام ہے
www.tanzeem.org

بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ
تنظیمِ اسلامی
امیرِ تنظیم حافظ عاکف سعید

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانیٔ تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ رفیق تنظیم محمد بنارس (مقیم جنوبی افریقہ) گوجر خان میں وفات پا گئے۔

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے سینئر نقیب اسرہ ملک خدا بخش کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0322-6019026

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَاباً یَّسِیْرًا

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.30

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore